عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

قیمت ۱۰ روپے

جلد:۳۶ | یکم تا ۷ ربیع الثانی ۱۴۳۸ھ مطابق یکم تا ۷ جنوری ۲۰۱۷ء | شمارہ:۱

عبدالسلام کون تھا کیا تھا

ڈاکٹر عبدُالسلام قادیانی اور نوبل انعام

اغراض و مقاصد اور امکانات

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

نکاح کے لئے وکیل بنانا

س:......ایک عورت نے ایک مرد کو اختیار دیا کہ تم میری طرف سے وکیل، ہو تم میرا نکاح اپنے ساتھ کرلو، تو اس شخص نے دو گواہوں کے سامنے خود ہی ایجاب وقبول کرلیا تو کیا اس طرح یہ نکاح منعقد ہوگیا یا نہیں؟

ج:......نکاح میں جب ایک ہی آدمی مرد وعورت دونوں کی طرف سے وکیل بن سکتا ہے تو اسی طرح ایک آدمی ایک طرف سے اصیل اور دوسری طرف سے وکیل بن کر بھی اپنا نکاح خود کرسکتا ہے، لہٰذا صورت مسؤلہ میں عورت نے چونکہ مرد کو اپنے نکاح کا وکیل بنایا کہ اپنے ساتھ نکاح کرلو اور اس نے گواہوں کی موجودگی میں نکاح کرلیا تو یہ نکاح درست ہے۔

”قال العلامة الحصکفی: کما للوکیل الذی وکلته ان یزوجہا من نفسہ فان لہ ذلک فیکون اصیلا من جانب و وکیلاً من اخر۔“ (بحوالہ الدر المختار علی الرد المحتار، ج ص:۹۸، ج:۳، کتاب النکاح، باب الاکفاء)

فرض وواجب کا تارک فاسق وفاجر ہے

س:......واجب کسے کہتے ہیں؟

ج:......شریعت کا ایسا حکم کہ جس پر عمل کرنا ضروری ہو واجب کہلاتا ہے، فرض اور واجب میں فرق صرف عقیدے کے اعتبار سے ہے، عملی اعتبار سے دونوں برابر ہیں۔ عقیدے کے اعتبار سے فرق یہ ہے کہ جو فرض حکم کو شریعت کا حکم ماننے سے انکار کردے تو وہ کافر ہو جاتا ہے جبکہ واجب کو ماننے سے انکار کرنے پر کافر تو نہیں ہوگا، البتہ گمراہ کہلائے گا اور جو فرض وواجب پر عمل نہ کرے وہ فاسق وفاجر (گناہگار ونافرمان) بن جاتا ہے۔

ننگے سر نماز ادا کرنا

س:......کیا بغیر ٹوپی کے نماز ادا کرنے سے نماز ادا ہو جاتی ہے؟

ج:......ٹوپی کے بغیر ننگے سر نماز ادا کرنا مکروہ ہے، نماز تو ادا ہو جائے گی مگر ثواب میں کمی رہ جائے گی۔

”وتکرہ الصلوٰۃ حاسراً رأسہ اذا کان یجد العمامۃ وقد فعل ذالک تکاسلا أو تہاونا بالصلوٰۃ۔“ (بحوالہ فتاویٰ عالمگیری، ص:۱۰۶، ج:۱)

مسلمان کو عیسائیوں کے قبرستان میں دفن کرنا

س:......کیا کسی مسلمان کو عیسائیوں کے قبرستان میں دفنانا صحیح ہے؟ اگر مسلمانوں کے لئے کوئی قبرستان ہی نہ ہو تو ایسی صورت حال میں کیا حکم ہے؟

ج:......عام حالت میں تو جائز نہیں، اگر قریب یا کچھ دور مسلمانوں کا قبرستان ہو تو اس میں دفنانا چاہئے۔ البتہ ایسے ممالک جہاں مسلمانوں کے لئے علیحدہ کوئی قبرستان نہیں ہے اور نہ ہی قبرستان سے باہر دفن کرنے کی اجازت ہے تو وہاں ضرورت کی وجہ سے غیر مسلموں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز ہے۔ (بحوالہ فقہی مقالات از مولانا مفتی تقی عثمانی مدظلہ، ص:۲۲۱، ج:۱)

حرام مال سے صدقہ وخیرات

س:......جو لوگ حرام کماتے ہیں مثلاً رشوت، سود، ناجائز تجارت، حرام کام وغیرہ کے ذریعے، وہ لوگ صدقہ خیرات بھی کرتے ہیں، کیا حرام پیسوں سے صدقہ خیرات کرنا درست ہے؟

ج:......حرام مال سے صدقہ قبول نہیں ہوتا بلکہ الٹا موجب وبال ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ پاک ہیں اور پاک چیز کو ہی قبول کرتے ہیں۔ حرام مال بغیر ثواب کی نیت کے کسی مستحق زکوٰۃ کو دے دینا صحیح ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

مجلس ادارت

مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۶ — یکم تا ۷ربیع الثانی ۱۴۳۸ھ مطابق یکم تا ۷رجنوری ۲۰۱۷ء — شمارہ:۱

سرپرست

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی... کون تھا اور کیا تھا؟	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی اور نوبل انعام....	۹	مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
معتمد اور غیر معتمد تفاسیر....(۶)	۲۳	مولانا فضل محمد مدظلہ
مرزا قادیانی کا تعارف و کردار (۱۸)	۲۶	حافظ عبیداللہ

زرتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ڈالر

فی شمارہ ۱۰روپے، ششماہی: ۲۲۵روپے، سالانہ: ۴۵۰روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019

AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018

Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)

Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi

Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶

Hazori Bagh Road Multan

Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:

35,Stockwell Green

London, SW9 9HZ U.K

Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سیّد شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

ذکرِ الٰہی

پھر اللہ تعالیٰ ان فرشتوں سے سوال کرتا ہے (حالانکہ وہ سب کچھ جانتا ہے) میرے بندے کیا کہہ رہے تھے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: الٰہی! تیری پاکی، تیری بڑائی، تیری حمد اور تیری بزرگی بیان کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا ان بندوں نے مجھ کو دیکھا ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: نہیں، خدا کی قسم! تجھ کو دیکھا تو نہیں، ارشاد ہوتا ہے: اگر مجھ کو دیکھ لیں تو پھر کیا حال ہو؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: اگر تجھ کو دیکھ لیں تو اور بھی زیادہ تیری تسبیح اور تیری بزرگی کا اظہار کریں، پھر ارشاد ہوتا ہے، یہ بندے کیا چیز طلب کر رہے ہیں؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: آپ سے جنت مانگ رہے تھے، ارشاد ہوتا ہے: کیا جنت کو انہوں نے دیکھا ہے، فرشتے عرض کرتے ہیں: نہیں، خدا کی قسم! انہوں نے جنت کو نہیں دیکھا، ارشاد ہوتا ہے: اگر جنت کو دیکھ لیں تو ان کی کیا حالت ہو؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: اگر وہ جنت کو دیکھ لیں تو اس کی طلب اور اس کی رغبت اور اس کی حرص بہت زیادہ کریں۔

پھر ارشاد ہوتا ہے: یہ بندے کس چیز سے پناہ مانگتے تھے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: دوزخ کی آگ سے پناہ مانگ رہے تھے، ارشاد ہوتا ہے: کیا انہوں نے آگ کو دیکھا ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں، خدا کی قسم! انہوں نے دوزخ کی آگ کو نہیں دیکھا ہے، ارشاد ہوتا ہے اگر وہ آگ کو دیکھ لیں تو کیا کیفیت ہو؟ فرشتے عرض کرتے ہیں، اگر آگ کو دیکھ لیں تو ان کا ڈر اور خوف اور زیادہ ہو جائے اور دوزخ سے اور زیادہ بھاگیں، پھر ارشاد ہوتا ہے: میرے ملائک! میں تم کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کی مغفرت کر دی۔

اس بشارت کو سن کر ان فرشتوں میں سے ایک فرشتہ عرض کرتا ہے فلاں شخص ان ذکر کرنے والوں میں سے نہیں ہے وہ تو اپنی کسی ضرورت اور حاجت کو آیا تھا، ان ذکر کرنے والوں کو دیکھ کر ان کے ساتھ بیٹھ گیا، ارشاد ہوتا ہے: یہ ذکر کرنے والے اس مرتبہ کے لوگ ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بھی محروم نہیں ہوتا۔ (بخاری)

مسائل غسل

نوٹ: حقیقی ناپاک یا حکمی ناپاک مرد و عورت بغیر وضو اور غسل کے ذکر و اذکار، وظائف، استغفار، درود شریف، اللہ تعالیٰ کا نام وغیرہ لے سکتے ہیں۔ دین کی دعوت بھی دے سکتے ہیں، البتہ حقیقی ناپاکی والے تلاوت کی نیت سے قرآن نہیں پڑھ سکتے، لیکن قرآن میں ذکر کردہ دعائیں اس حالت میں بھی دعا کی نیت سے پڑھ سکتے ہیں، نیز اس حالت میں کھانے پینے اور دیگر دنیوی ضرورتوں اور کام کاج کی اجازت ہے، لیکن شریعت کی تعلیم و ترغیب یہی ہے کہ زیادہ دیر تک بلا وجہ اس حالت میں رہنا اچھی بات نہیں ہے، اس لئے کہ موت کا وقت اگر اس حالت میں آ گیا تو وہ میت کے حق میں معیوب (عیب دار، قابل شرم) سمجھا جائے گا۔ نیز شریعت نے ہر وقت باوضو رہنے کی ترغیب دی ہے، تا کہ اگر موت کا وقت بھی آ جائے تو اس دنیا سے رخصتی باوضو ہو۔

ہمارے بعض سلف صالحین کا یہ معمول بھی رہا ہے کہ جب بھی وہ بے وضو ہو جاتے تھے۔ نہ صرف فوراً وضو فرما لیا کرتے تھے بلکہ تحیۃ الوضو کی نیت سے دو رکعت نماز بھی ادا کر لیا کرتے تھے، اسی معمول کی وجہ سے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو جنت کی سیر کے موقع پر غلام و خادم کی حیثیت سے اپنے سے آگے چلتے ہوئے دکھائی دے رہے ہیں۔ (ترمذی شریف، ج:۲، ص:۵۴۴)

س:...... جو لوگ حقیقی طور پر ناپاک ہو جایا کرتے ہیں یا حکمی طور پر (یعنی بے وضو ہو جایا کرتے ہیں) اور ان کے جسم کے کسی حصے یا اعضائے وضو کے کسی حصے پر پلاسٹر یا پٹی بندھی ہوئی ہو اور وہ اسی طرح وضو یا غسل کریں تو ان کا وضو اور غسل ہو جائے گا؟ جبکہ ان جگہوں پر پلاسٹر یا پٹی کی وجہ سے پانی بھی نہیں پہنچ سکے گا؟

ج:...... جی ہاں! ان کا وضو اور غسل ہو جائے گا، کیونکہ شریعت نے ان کی صحتیابی تک اس حوالے سے انہیں معذور قرار دیتے ہوئے یہ تعلیم دی ہے کہ پٹی اور پلاسٹر کی جگہ پر فقط گیلا ہاتھ پھیر لینے سے وضو اور غسل کی ضرورت پوری ہو جائے گی اور ان کے وضو اور غسل میں کسی قسم کی کوئی کمی باقی نہیں رہے گی جیسا کہ صحت مند لوگوں کے وضو اور غسل میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی۔

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی

کون تھا اور کیا تھا؟

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ وسلامٌ علیٰ عبادہِ الذین اصطفیٰ

ڈاکٹر عبدالسلام سکہ بند قادیانی تھا اور ہر قادیانی اپنے آپ کو مسلمان اور مسلمانوں کو کافر کہتا ہے۔ اور یہ بات بھی آپ کے علم میں ہوگی کہ قادیانیوں کی پشت پر ہمیشہ یہودیوں اور سامراج کا ہاتھ رہا ہے، جیسا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا ہے کہ: ''میں انگریز کا خود کاشتہ پودا ہوں۔'' جس طرح ہر یہودی پاکستان اور مسلمانوں کا دشمن ہے، اسی طرح ہر قادیانی پاکستان اور مسلمانوں کا دشمن ہے۔ اسی لیے یہودیوں اور قادیانیوں کی نظریاتی مماثلت اور اشتراک کا تجزیہ کرتے ہوئے علامہ اقبالؒ نے ۱۹۳۶ء میں کہا تھا کہ:

''مرزائیت اپنے اندر یہودیت کے اتنے عناصر رکھتی ہے کہ گویا یہ تحریک ہی یہودیت کی طرف رجوع ہے۔''

(حرف اقبال، لطیف احمد شیروانی ایم اے، ص:۱۱۵)

آپ کو معلوم ہوگا کہ ہر قادیانی مرزا غلام احمد کی جھوٹی نبوت پر ایمان رکھتا ہے، اور ان کو خاتم النبیین کہتا ہے، جب کہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں، جو آدمی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر ایمان نہیں رکھتا وہ قرآن وسنت کی رو سے کافر ہے اور وہ اپنے آپ کو مسلمان نہیں کہہ سکتا، لیکن ڈاکٹر عبدالسلام سمیت تمام قادیانی اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں، تو کیا ان کو مسلمان سمجھ لیا جائے؟ جب کہ اس عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے علامہ اقبالؒ نے پنڈت جواہر لال نہرو کے خط کا جواب دیتے ہوئے لکھا تھا:

''آپ یہ بات سمجھ ہی نہیں سکتے کہ عقیدۂ ختم نبوت کی کیا اہمیت ہے اور کسی مدعی نبوت یا اس کے پیروکاروں کو مسلمان تصور کرنے کا کیا نتیجہ نکل سکتا ہے''۔ اور یہ بھی کہا تھا کہ: ''قادیانی اسلام اور وطن دونوں کے غدار ہیں۔''

محترم! قادیانیوں کی ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ وہ فوج، عدلیہ، ایٹمی توانائی کمیشن، میڈیا اور تعلیمی اداروں میں کلیدی عہدوں پر قادیانیوں کو براجمان کرائیں اور پھر ان حساس اداروں کے ذریعہ اپنے مقاصد کو بروئے کار لائیں، اور وہ اپنی ان کوششوں اور کاوشوں میں ہمیشہ کامیاب بھی رہے ہیں۔ ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خان قادیانی کی عنایتوں سے ترقی کی منازل طے کرتا رہا، پھر ڈاکٹر عبدالسلام نے ایٹمی توانائی کمیشن میں اپنے شاگردوں کی فوج ظفر موج بھرتی کرائی اور وہ جب تک اس ادارے میں رہے، اس ادارہ میں کوئی قابل ذکر کارکردگی نہیں دکھائی، بلکہ ہمیشہ وہ حکمرانوں سے جھوٹ بولتے رہے اور پاکستان کے ایٹم بم بنانے میں رکاوٹ بنے رہے۔

قومی اسمبلی نے قادیانیوں کے پیشواؤں کو سننے کے بعد اتفاق رائے سے جب ان کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا تو ڈاکٹر عبدالسلام نے اس تاریخی فیصلہ پر اپنے ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے ایک انٹرویو میں کہا:

’’جوسلوک مسٹر بھٹو نے قادیانیوں سے کیا ہے، اس پر میں یہی دعا کروں گا کہ نہ صرف مسٹر بھٹو بلکہ ان تمام کا بھی بیڑا غرق ہو جو اس فیصلے کے ذمہ دار ہیں۔‘‘ (ہفت روزہ بادبان لاہور،ج:۷،شمارہ:۵،۱۸/مئی ۱۹۷۹ء)

۱۹۶۰ء کے لگ بھگ وہ صدر ایوب خان کے سائنسی مشیر بنے اور پھر محترم ذوالفقار علی بھٹو کی وزارت عظمیٰ کے دور میں بھی ان کے مشیر رہے اور جب ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کو پارلیمنٹ نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا تو ۱۰/ستمبر ۱۹۷۴ء کو ڈاکٹر عبدالسلام نے وزیر اعظم کے سائنسی مشیر کی حیثیت سے وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کے سامنے اپنا استعفیٰ پیش کیا۔ اس کی وجہ انہوں نے اس طرح بیان کی:

’’آپ جانتے ہیں کہ میں اسلام کے احمدیہ (قادیانی) فرقے کا ایک رکن ہوں۔ حال ہی میں قومی اسمبلی نے احمدیوں کے متعلق جو آئینی ترمیم منظور کی ہے، مجھے اس سے زبردست اختلاف ہے۔ کسی کے خلاف کفر کا فتویٰ دینا اسلامی تعلیمات کے منافی ہے۔ کوئی شخص خالق اور مخلوق کے تعلق میں مداخلت نہیں کرسکتا۔ میں قومی اسمبلی کے فیصلہ کو ہرگز تسلیم نہیں کرتا، لیکن اب جبکہ یہ فیصلہ ہو چکا ہے اور اس پر عمل درآمد کا آغاز بھی ہو چکا ہے تو میرے لیے بہتر یہی ہے کہ اس حکومت سے قطع تعلق کرلوں جس نے ایسا قانون منظور کیا ہے۔ اب میرا ایسے ملک کے ساتھ تعلق واجبی سا ہوگا جہاں میرے فرقہ کو غیر مسلم قرار دیا گیا ہو۔‘‘

اب آپ ہی بتائیں کہ انہیں پاکستان سے محبت تھی یا اپنے قادیانی گروہ سے اور یہ کہ وہ پاکستان کے لیے کام کر رہے تھے یا اپنے عقیدہ کی پرورش اور آقاؤں کی فرمانبرداری کے لیے؟ ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی واقعی پاکستانی ہے، لیکن اس کی نظر میں خود پاکستان کی کیا عزت وحرمت ہے؟ اس کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے۔

’’مسٹر بھٹو کے دور میں ایک سائنسی کانفرنس ہو رہی تھی، کانفرنس میں شرکت کے لئے ڈاکٹر سلام کو دعوت نامہ بھیجا گیا۔ یہ دعوت نامہ جب ڈاکٹر سلام کے پاس پہنچا تو انہوں نے مندرجہ ذیل ریمارکس کے ساتھ اسے وزیر اعظم سیکریٹریٹ کو بھیج دیا:

ترجمہ:...’’میں اس لعنتی ملک پر قدم نہیں رکھنا چاہتا، جب تک آئین میں کی گئی ترمیم واپس نہ لی جائے۔‘‘

مسٹر بھٹو نے جب یہ ریمارکس پڑھے تو غصے سے ان کا چہرہ سرخ ہوگیا، انہوں نے اشتعال میں آکر اسی وقت اسٹیبلشمنٹ ڈویژن کے سیکریٹری وقار احمد کو لکھا کہ ڈاکٹر سلام کو فی الفور برطرف کردیا جائے اور بلا تاخیر نوٹیفکیشن جاری کردیا جائے۔ وقار احمد نے یہ دستاویز ریکارڈ میں فائل کرنے کے بجائے اپنی ذاتی تحویل میں لے لی تاکہ اس کے آثار مٹ جائیں۔ وقار احمد بھی قادیانی تھے، یہ کس طرح ممکن تھا کہ اتنی اہم دستاویز فائلوں میں محفوظ رہتی۔‘‘ (ہفت روزہ ’’چٹان‘‘ لاہور شمارہ ۲۲ جون ۱۹۸۶ء) کیا ایسا شخص جو پاکستان کے بارے میں ایسے توہین آمیز اور ملعون الفاظ بکتا ہو، اس کا اعزاز پاکستان اور اہل پاکستان کے لئے موجب مسرت اور لائق مسرت ہوسکتا ہے؟

مزید سنیے: ڈاکٹر عبدالقدیر خاں اپنے ایک انٹرویو میں ڈاکٹر منیر کی سازشوں سے پردہ اٹھاتے ہوئے کہتے ہیں:

’’......حکومت کے سربراہ سے جھوٹ بولنا بہت غلط کام ہے، مگر ایٹمی توانائی کمیشن کے سابق چیئرمین منیر احمد خان اور اس کے چیلوں نے سابق وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کے ساتھ انتہائی ڈھٹائی سے جھوٹ بولا۔ انہوں نے پروگرام بنایا کہ تھوڑا سا دھماکہ خیز مواد لے کر زمین میں دبا دیتے ہیں، اس میں کوبالٹ اور زنگ بھی ملادیں گے، پھر اس سے دھماکہ کرکے بھٹو کو بے وقوف بنالیں گے کہ ہم نے ایٹمی دھماکہ کرلیا ہے۔ مجھے پتہ چلا تو میں نے ذوالفقار علی بھٹو کو صاف صاف بتادیا کہ ان سب لوگوں کا یہ پروگرام ہے......‘‘

(روزنامہ خبریں، لاہور، ۳۱/مئی ۱۹۹۸ء، بحوالہ غدار پاکستان، ص:۱۶۵)

اور یہ منیر احمد خان وہی ہیں جن کو ڈاکٹر عبدالسلام کی سفارش پر رکھا گیا اور یہ سترہ سال تک اس عہدہ پر رہے، لیکن کوئی قابل ذکر کارکردگی اپنے شعبہ میں نہیں

دکھائی۔ پاکستان کے مشہور صحافی جناب حامد میر صاحب ان کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

’’.......آج منیر احمد خان ٹیلیویژن پر آ کر ایٹم بم کی کامیابی کا کریڈٹ لینے کی کوشش کرتا ہے۔ اس شخص نے ہمیشہ ایٹمی قوت بننے کے خلاف سازشیں کیں۔ ڈاکٹر عبدالسلام ایک ثقہ قادیانی تھے اور جنہیں صرف اس لیے نوبل انعام سے نوازا گیا کہ انہوں نے پاکستان کے ایٹمی پروگرام کو ناکام بنانے والے لوگوں کو اٹامک انرجی کمیشن میں بھرتی کیا۔ یہ منیر احمد خان انہیں کے لائے ہوئے سائنسدان تھے جن کی پوری کوشش یہ رہی کہ پاکستان کبھی ایٹمی قوت نہ بن سکے۔‘‘ (ہفت روزہ زندگی لاہور، ۲۸؍جون تا ۱۴؍جولائی ۱۹۹۸ء)

اور یہ بات بھی ریکارڈ پر ہے کہ ملتان کانفرنس میں جب بھٹو نے ایٹم بم بنانے کی خواہش کا اظہار کیا، ان کے سائنسی مشیر ڈاکٹر عبدالسلام نے نہ صرف مخالفت کی، بلکہ اس بات پر بگڑ کر اور ناراض ہو کر لندن چلے گئے اور جناب بھٹو نے اس ڈر سے کہ کہیں وہ سارے راز دشمن کے سامنے اگل ہی نہ دے، ان کے دوستوں کے ذریعہ انہیں راضی کیا اور کہا کہ ملتان کانفرنس ایک سیاسی ڈرامہ تھا، اسی طرح ان کی سفارش پر بھرتی کیے گئے لوگوں نے بھی مخالفت کی، ان میں سے ایٹمی توانائی کمیشن کے چیئرمین ڈاکٹر عشرت عثمانی اور اس قماش کے دوسرے لوگ تھے۔ معروف دانشور ڈاکٹر وحید عشرت لکھتے ہیں:

’’مشہور قادیانی سائنسدان ڈاکٹر عبدالسلام نے بھی پاکستان دشمنی میں پاکستان کے ایٹمی پلانٹ کے راز حکومت امریکہ کو پہنچائے، جس پر جنرل ضیاء نے کہا کہ ’’اس کتیا کے بچے کو کبھی میرے سامنے نہ لانا، یہ امریکہ، برطانیہ اور یہودیوں کا گماشتہ ہے اور اسی لیے اسے نوبل انعام دیا گیا۔‘‘ (روزنامہ امت، کراچی، ۸؍جنوری ۱۹۹۸ء)

کچھ لوگوں نے ان کو نوبل انعام ملنے پر بڑا ہی خراج عقیدت پیش کیا ہے اور اس کو پاکستان کے لیے ایک اعزاز بتلایا ہے، کیا یہ لوگ بتلا سکتے ہیں کہ ڈاکٹر عبدالسلام نے اس کو پاکستان کا اعزاز کہا ہے؟ اگر ان کا کوئی بیان اس طرح کا ہے تو آپ اسے ریکارڈ پر لائیں، حالانکہ یہ انعام ڈاکٹر عبدالسلام کو کوئی انقلابی تھیوری پیش کرنے پر نہیں دیا گیا، بلکہ اسلام اور پاکستان کو بدنام کرنے کی خدمات انجام دینے کے صلہ میں ملا ہے، کیونکہ ڈاکٹر عبدالسلام ایک ریڈیو انٹرویو میں خود اس بات کو تسلیم کر چکے ہیں کہ انہوں نے طبعیات میں میکسول اور اس کے ساتھیوں کے انکشافات کو آگے بڑھایا ہے اور اس شعبہ میں کوئی بڑا معرکہ انجام نہیں دیا۔ (نوبل پرائز اور ڈاکٹر عبدالسلام، شفیق مرزا)

باخبر حلقے بتاتے ہیں کہ چونکہ پاکستان میں قادیانی امت کے غیر مسلم اقلیت قرار پانے سے ملت اسلامیہ میں ان کی نقب لگانے کی پوزیشن بری طرح متاثر ہو چکی تھی اور وہ کسی بھی اسلامی ملک میں امریکی مفادات کے لیے مؤثر طریقے سے کام کرنے کی پوزیشن میں نہیں رہے تھے، کیونکہ انہیں ہر جگہ سامراجی گماشتہ اور جاسوس کے طور پر دیکھا جاتا تھا، مگر امریکہ ’تاج برطانیہ‘ کے پرانے وفاداروں کو اس طرح چھوڑنا پسند نہیں کرتا تھا، اس لیے اس نے پہلے یہودی اثر و رسوخ سے چلنے والے ممتاز سائنسی اخبارات وجرائد میں ڈاکٹر عبدالسلام کے حق میں مہم چلائی اور بالآخر نوبل پرائز کا تمغہ ان کے سینے پر سجا دیا۔ ڈاکٹر اسٹیون وائنبرگ نے ڈاکٹر عبدالسلام کو نوبل پرائز ملنے پر شدید احتجاج کیا تھا اور اپنے ایک ریڈیو انٹرویو میں کہا تھا کہ:

’’ڈاکٹر عبدالسلام نے کوئی اہم سائنسی پیش رفت نہیں کی کہ انہیں اس اہم انعام کا مستحق ٹھہرایا جائے، بلکہ انہیں ایک خاص اور ان دیکھے منصوبے کے تحت ہمارے ساتھ نتھی کیا گیا ہے جو سخت بد دیانتی کے زمرہ میں آتا ہے۔‘‘ (غدار پاکستان، ص:۱۰۰)

ڈاکٹر عبدالقدیر خان نے بھی ایک انٹرویو میں کہا:

’’ڈاکٹر عبدالسلام کو ملنے والا نوبل انعام نظریات کی بنیاد پر دیا گیا ہے، وہ ۱۹۵۷ء سے اس کوشش میں تھے کہ انہیں نوبل انعام ملے اور آخر آئن اسٹائن کی صد سالہ وفات پر اس کا مطلوبہ انعام دے دیا گیا۔ دراصل قادیانیوں کا اسرائیل میں باقاعدہ مشن ہے جو ایک عرصہ سے کام کر رہا ہے، یہودی چاہتے تھے کہ آئن اسٹائن کی برسی پر اپنے ہم خیال لوگوں کو خوش کر دیا جائے، سو ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کو بھی اس

انعام سے نوازا گیا۔" (انٹرویو ڈاکٹر عبدالقدیر ہفت روزہ چٹان لاہور ۶ رفروری ۱۹۸۴ء)

اس لیے ڈاکٹر عبدالسلام نے ہمیشہ اپنے مذہب قادیانیت کا دفاع کرتے ہوئے اسلام اور پاکستان کی مخالفت کی۔ ۱۹۷۹ء میں اسٹاک ہوم میں نوبل انعام وصول کرتے وقت اخبار نویسوں سے گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے دوٹوک الفاظ میں کہا کہ:

"میں سب سے پہلے مرزا غلام احمد قادیانی کا غلام ہوں، پھر مسلمان ہوں اور پھر پاکستانی۔" (ہفت روزہ زندگی لاہور ۱۴ رجون ۱۹۹۰ء)

محترم! یہ وہ سب حقائق، حالات اور واقعات ہیں جن کی بنا پر آج ہر پاکستانی قادیانیوں کو ملت اور ملک کا غدار، یہودیوں اور امریکیوں کا جاسوس کہتا ہے۔ آخر کیا وجہ ہے کہ قادیانی ملک پاکستان کے آئین کو تسلیم نہیں کرتے، ہر قادیانی ملک کا بیڑہ غرق دیکھنا چاہتا ہے، ملک کے ٹکڑے ٹکڑے کرنا اپنا مذہبی فریضہ سمجھتا ہے، پھر بھی ہمارے کچھ "دانشور" انہیں کی ترجمانی اور وکیل صفائی کا کردار ادا کرتے نظر آتے ہیں، آخر کیوں؟ ڈاکٹر عبدالسلام کی ملک دشمنی کا ایک اور حوالہ پیش کرتا ہوں، ڈاکٹر زاہد ملک لکھتے ہیں: "یہ واقعہ نیاز اے نائک سیکرٹری وزارت خارجہ نے مجھے ڈاکٹر عبدالقدیر کا ذاتی دوست سمجھتے ہوئے سنایا تھا، انہوں نے بتلایا کہ وزیر خارجہ صاحبزادہ یعقوب علی خان نے انہیں یہ واقعہ ان الفاظ میں سنایا: "اپنے ایک امریکی دورے کے دوران سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ میں میں بعض اعلیٰ امریکی افسران سے باہمی دلچسپی کے امور پر گفتگو کر رہا تھا کہ دوران گفتگو امریکیوں نے حسب معمول پاکستان کے ایٹمی پروگرام کا ذکر شروع کر دیا اور دھمکی دی کہ اگر پاکستان نے اس حوالے سے اپنی پیش رفت فوراً بند نہ کی تو امریکی انتظامیہ کے لیے پاکستان کی امداد جاری رکھنا مشکل ہو جائے گا۔ ایک سینئر یہودی افسر نے کہا: "نہ صرف یہ بلکہ پاکستان کو اس کے سنگین نتائج بھگتنے کے لیے تیار رہنا چاہیے۔" جب ان کی گرم سرد باتیں اور دھمکیاں سننے کے بعد میں نے کہا کہ آپ کا یہ تاثر غلط ہے کہ پاکستان ایٹمی توانائی کے حصول کے علاوہ کسی اور قسم کے ایٹمی پروگرام میں دلچسپی رکھتا ہے تو سی آئی اے کے ایک افسر نے جو اسی اجلاس میں موجود تھا، کہا کہ آپ ہمارے دعوے کو نہیں جھٹلا سکتے۔ ہمارے پاس آپ کے ایٹمی پروگرام کی تمام تر تفصیلات موجود ہیں بلکہ آپ کے اسلامی بم کا ماڈل بھی ہمارے پاس موجود ہے۔ یہ کہہ کر وہ اٹھا، دوسرے امریکی افسر بھی اٹھ بیٹھے، میں بھی اٹھ بیٹھا، ہم سب اس کے پیچھے پیچھے کمرے سے باہر نکل گئے۔ میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا کہ سی آئی اے کا یہ افسر ہمیں دوسرے کمرے میں کیوں لے کر جا رہا ہے اور وہاں جا کر یہ کیا کرنے والا ہے؟ اتنے میں ہم سب ایک ملحقہ کمرے میں داخل ہو گئے۔ سی آئی اے کا افسر تیزی سے قدم اٹھا رہا تھا۔

ہم اس کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے، کمرے کے آخر میں جا کر اس نے بڑے غصے کے عالم میں اپنے ہاتھ سے ایک پردہ کو سرکایا تو سامنے میز پر کہوٹہ ایٹمی پلانٹ کا ماڈل رکھا ہوا تھا اور اس کے ساتھ ہی دوسری طرف ایک سٹینڈ پر فٹ بال نما کوئی گول سی چیز رکھی ہوئی تھی۔ سی آئی اے کے افسر نے کہا: "یہ ہے تمہارا اسلامی بم، اب بولو تم کیا کہتے ہو؟ کیا تم اب بھی اسلامی بم کی موجودگی سے انکار کرتے ہو؟" میں نے کہا: میں فنی اور تکنیکی امور سے نابلد ہوں، میں یہ بتانے یا پہچان کرنے سے قاصر ہوں کہ یہ فٹ بال قسم کا گولہ کیا چیز ہے اور کس چیز کا ماڈل ہے؟ لیکن اگر آپ لوگ بضد ہیں کہ یہ اسلامی بم ہے تو ہوگا، میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ سی آئی اے کے افسر نے کہا کہ آپ لوگ تردید نہیں کر سکتے۔ ہمارے پاس ناقابل تردید ثبوت موجود ہیں۔ آج کی میٹنگ ختم کی جاتی ہے۔ یہ کہہ کر وہ کمرے سے باہر کی طرف نکل گیا اور ہم بھی اس کے پیچھے پیچھے کمرے سے باہر نکل گئے۔ میرا سر چکرا رہا تھا کہ یہ کیا معاملہ ہے؟

جب ہم کاریڈور سے ہوتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے تو میں نے غیر ارادی طور پر پیچھے مڑ کر دیکھا، میں نے دیکھا کہ ڈاکٹر عبدالسلام ایک دوسرے کمرے سے نکل کر اس کمرے میں داخل ہو رہے تھے، جس میں بقول سی آئی اے کے اس کے اسلامی بم کا ماڈل پڑا ہوا تھا، میں نے اپنے دل میں کہا: "اچھا تو یہ بات ہے۔" (ڈاکٹر عبدالقدیر اور اسلامی ایٹم بم، ص: ۲۰، ۲۱، ۲۲)

اس لیے ہمارا مطالبہ ہے کہ قائد اعظم یونیورسٹی اسلام آباد کا یہ شعبہ محسن پاکستان جناب ڈاکٹر عبدالقدیر خان کے نام نامی سے منسوب کیا جائے۔

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیّدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی اور نوبل انعام

اغراض، مقاصد اور امکانات

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

۱۵؍اکتوبر ۱۹۷۹ء کو ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کے لئے نوبل انعام تجویز ہوا، اور ۱۰؍دسمبر ۱۹۷۹ء کو یہ انعام دے دیا گیا۔

یہ انعام کیا ہے؟ اور قادیانی اس سے کیا مقاصد حاصل کرنا چاہتے ہیں، ان اُمور پر غور وفکر کی ضرورت تھی، مگر ان اُمور پر پردہ ڈالنے کے لئے قادیانی یہودی لابی نے اس کا بے پناہ پروپیگنڈا شروع کیا کہ کسی کو اس پر غور وفکر کا موقع ہی نہ ملا، یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی کہ نوبل انعام کا حصول گویا ایک مافوق الفطرت معجزہ ہے، جو ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کے ذریعے ظہور پذیر ہوا ہے۔ اس کو مرزا غلام احمد قادیانی کی صداقت کی دلیل بنانے کی بھی کوشش کی گئی، بہت سے مسلمان جن کو نہیں معلوم کہ نوبل انعام کیا چیز ہے؟ اور جو نہیں جانتے تھے کہ ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کون ہے؟ اس پروپیگنڈے سے متأثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ اس لئے ضروری ہوا کہ نوبل انعام کی حقیقت واضح کی جائے اور یہ دیکھا جائے کہ ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی اور اس کی قادیانی یہودی لابی اس نوبل انعام سے کیا مقاصد حاصل کرنا چاہتی ہے اور آئندہ اسلامی ممالک پر اس کے اثرات کیا ہوں گے؟

نوبل انعام کیا چیز ہے؟

محمد مجیب اصغر قادیانی نے ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی پر ایک کتابچہ "پہلا احمدی مسلمان سائنس دان عبدالسلام" کے نام سے بچوں کے لئے لکھا ہے، جس میں وہ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کے حوالے سے لکھتا ہے:

"بچو! نوبل انعام ایک سویڈش سائنس دان مسٹر الفرڈ بن ہارڈ نوبیل کی یاد میں دیا جاتا ہے۔ نوبل ۲۱؍اکتوبر ۱۸۳۳ء میں اسٹاک ہوم کے مقام پر جو کہ سویڈن کا دارالحکومت ہے، پیدا ہوا، اور ۱۰؍دسمبر ۱۸۹۶ء کو اِٹلی میں فوت ہوا۔ نوبل ایک بہت بڑا کیمیادان اور انجینئر تھا، اس کی وصیت کے مطابق ایک فاؤنڈیشن بنائی گئی، جس کا نام نوبل فاؤنڈیشن رکھا گیا۔ یہ فاؤنڈیشن ہر سال ۵ انعامات دیتی ہے، ان انعامات کی تقسیم کا آغاز دسمبر ۱۹۱۰ء میں ہوا جو کہ الفرڈ نوبیل کی پانچویں برسی تھی۔

نوبل انعام فزکس، فزیالوجی، کیمسٹری یا میڈیسن، ادب اور اَمن کے شعبوں اور میدانوں میں نمایاں اور اِمتیازی کارنامہ سرانجام دینے والے کو دیا جاتا ہے، ہر انعام ایک طلائی تمغہ اور سرٹیفکیٹ اور رقم بطور انعام جو کہ تقریباً ۸۰ ہزار پونڈ پر مشتمل ہوتی ہے، دی جاتی ہے۔ نوبل انعام حاصل کرنے والے اُمیدواروں کے نام مختلف ایجنسیوں کے سپرد کردیے جاتے ہیں اور وہ انعام کے صحیح حق دار کا فیصلہ کرتی ہیں، مثلاً فزکس اور کیمسٹری رائل اکیڈمی آف سائنس اسٹاک ہوم کے سپرد ہوتی ہے۔ فزیالوجی یا میڈیسن کیرولین میڈیکل انسٹیٹیوٹ اسٹاک ہوم کے سپرد ہوتی ہے۔ ادب کا مضمون سویڈش اکیڈمی آف فرانس اور اسپین کے سپرد اور اَمن کا انعام ایک کمیٹی کے سپرد ہوتا ہے جس کے پانچ ممبر ہوتے ہیں جو کہ نارویجن پارلیمنٹ چنتی ہے۔" (کتابِ مذکورہ ص:۵۱۴۹)

نوبل انعام کے بارے میں مزید معلومات یہ ذہن میں رکھنی چاہئیں:

۱:... الفریڈ برنارڈ نوبل ڈائنامائٹ کا موجد اور سائنٹسٹ تھا، جنگی آلات، بارُود اور تارپیڈو وغیرہ پر تحقیقات کرتا رہا، بالآخر اس نے جنگی آلات تیار کرنے والی دُنیا کی سب سے نامور کمپنی "بوفورز کمپنی" خرید لی۔

۲:... ڈائنامائٹ کے تجربات کرتے اس کے بھائی کی اور تین اور اَشخاص کی موت واقع ہوئی، جو اس کے تجربات کی بھینٹ چڑھ گئے، اس سے اس شخص پر قنوطیت کی کیفیت طاری ہوئی، اور گویا اس کے کفارے میں اس نے اپنی جائیداد کا بڑا حصہ "نوبل انعام" کے لئے وقف کردیا۔

۳:... وقف کی اصل رقم (اس زمانے کے ایکسچینج کے مطابق) تراسی لاکھ گیارہ ہزار ڈالر تھی۔ وصیت یہ کی گئی کہ اصل رقم بینک میں محفوظ رہے، اور اس کے سود سے انعامات کی رقم پانچ شعبوں میں (جن کا تذکرہ مذکورہ بالا اقتباس میں آچکا ہے) مساوی تقسیم کی جائے۔

ہر شعبے میں اگر ایک ہی آدمی انعام کا مستحق قرار دیا جائے تو اس شعبے کے حصے کی پوری انعامی رقم اس کو دی جائے، اور اگر کسی شعبے میں ایک سے زائد

اَفراد کے نام (جن کی تعداد تین سے زیادہ کسی صورت نہیں ہونی چاہئے) اِنعام کے لئے تجویز کئے جائیں تو اس شعبے کے حصے کی سودی رقم ان افراد میں برابر تقسیم کردی جائے۔ ایک شرط یہ بھی رکھی گئی کہ اگر مجوزہ شخص اِنعام وصول کرنے سے اِنکار کردے تو اس کا حصہ اصل زَر میں شامل کردیا جائے۔

چنانچہ ۱۹۴۸ء میں ہر شعبے کے حصے میں سود کی یہ سالانہ رقم بتیس ہزار ڈالر آئی اور ۱۹۸۰ء میں یہ سودی رقم بڑھ کر دو لاکھ دس ہزار ڈالر ہوگئی۔

۴:...فزکس کے شعبے میں تقریباً سو اَفراد کو یہ سودی اِنعام مل چکا ہے۔ ۱۹۳۰ء میں سر سی وی رمن (ہندوستانی ہندو) واحد شخص تھا جس کو فزکس میں نوبل اِنعام ملا، اور ۱۹۳۸ء میں ایک اور ہندوستانی امریکن کو یہ اِنعام ملا۔

۵:...ادب کے شعبے میں رابندر ناتھ ٹیگور بنگالی ہندو کو ۱۹۳۱ء میں یہ نوبل اِنعام ملا۔ گزشتہ چند سالوں میں جنوبی امریکہ کے چند باشندوں اور جاپان کے ادیب کو نوبل اِنعام ملا۔

۶:...امن کے شعبے میں ۱۹۳۷ء میں امریکا کے ہنری کسنجر اور شمالی ویت نام کے مسٹر تھو کو نوبل اِنعام ملا۔ لیکن مسٹر تھو کی غیرت نے اس اِنعام کے وصول کرنے سے انکار کردیا، ان دونوں کے لئے یہ اِنعام ویت نام میں جنگ بندی کی بات چیت کی بنا پر تجویز کیا گیا تھا۔

۱۹۷۹ء میں ہندی قومیت کی حامل ایک مجرّدہ خاتون ''ٹریسا'' کو امن کے ''نوبل اِنعام'' سے نوازا گیا، اور ۱۹۷۸ء میں مصر کے سابق صدر انور السادات اور اِسرائیل کے اس وقت کے وزیرِاعظم مسٹر بیگن کو ''امن کا نوبل اِنعام'' عطا کیا گیا۔ محض اس خوشی میں کہ مؤخر الذکر نے اوّل الذکر سے ''اسرائیل'' کو باقاعدہ تسلیم کرالیا تھا۔

مندرجہ بالا اِشارات سے درج ذیل اُمور معلوم ہوئے:

اوّل:...یہ کہ اِنعامات اس شخص (مسٹر نوبل) کی یاد میں دئیے جاتے ہیں جس نے دُنیا کو مہلک ہتھیاروں کا سبق پڑھایا، اور جو امریکا، رُوس، فرانس اور برطانیہ وغیرہ کی اسلحہ ساز فیکٹریوں کا باوا آدم سمجھا جاتا ہے۔

دوم:... یہ اِنعامات جس رقم سے دئیے جاتے ہیں، وہ خالص سود کی رقم ہے، جس کے لینے دینے والے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ملعون قرار دیا ہے:

''عن جابر قال: لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آکل الربا ومؤکلہ وکاتبہ وشاھدیہ وقال ھم سواء.''

(صحیح مسلم ج:۲ ص:۲۷)

ترجمہ:...''حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے سود لینے والے پر، اس کے دینے والے پر، اس کے لکھنے والے پر، اس کے گواہوں پر اور فرمایا کہ یہ سب (گناہ میں) برابر ہیں۔''

اور جس کو قرآن کریم نے خدا اور رسول کے خلاف اِعلانِ جنگ قرار دیا ہے:

''فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ''

سوم:... یہ اِنعام نہ کوئی خرقِ عادت معجزہ ہے اور نہ اِنسانی تاریخ کا کوئی غیرمعمولی واقعہ ہے، مختلف ممالک میں سرکاری اور نجی طور پر مختلف قسم کے اِنعامات جو ہر سال تقسیم کئے جاتے ہیں، اسی قسم کا ایک اِنعام یہ ''نوبل اِنعام'' بھی ہے۔ چنانچہ یہ ''نوبل اِنعام'' ہر سال کچھ لوگوں کو ملتا ہے، ہندوستان اور بنگال کے ہندوؤں کو بھی مل چکا ہے، اسرائیل کے یہودی کو بھی دیا جاچکا ہے، اور نصرانی مبلغہ ''ٹریسا'' بھی اس شرف سے (اگر اس کو ''شرف'' کہنا صحیح ہے) مشرف ہوچکی ہے۔

الغرض یہ نوبل اِنعام جو قریباً ایک صدی سے مروّج ہے، سینکڑوں اَشخاص کو مل چکا ہے، کیا یہ کہیں سننے میں آیا ہے کہ سینکڑوں یہودی، نصرانی اور دہریے یہ کہہ کر دُنیا پر پِل پڑے ہوں کہ ہمیں نوبل اِنعام کا ملنا ہمارے مذہب کی حقانیت کی دلیل ہے، یہ میرے مذہب کے برحق ہونے کا معجزہ ہے، لہٰذا میرا دین اور میرا نظریہ حیات سب سے اعلیٰ وارفع ہے۔

اور ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کو جو اِنعام دیا گیا تھا وہ ایک مشترکہ اِنعام تھا، جو طبیعات کے شعبے میں ۱۹۷۹ء میں تین اشخاص کو دیا گیا، جن میں ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی بھی تھا۔ اس سے بڑا کارنامہ تو اس ہندو کا تھا، جس نے ۱۹۳۰ء میں طبیعات کا اِنعام تن تنہا حاصل کیا۔ اگر ایک قادیانی کو طبیعات کا مشترکہ اِنعام ملنا، اس کے مذہب کی حقانیت کی دلیل ہے تو اس سے نصف صدی قبل ایک ہندو کو تن تنہا یہی اِنعام ملنا بدرجہ اَولیٰ ہندو مذہب کی حقانیت کی دلیل ہونی چاہئے۔ اس لئے اس اَمر کو غیرمعمولی اور خرقِ عادت واقعے کی حیثیت سے پیش کرنا قادیانی مراق کی شعبدہ کاری ہے۔

چہارم:... ان اِنعامات کی تقسیم میں تقسیم کنندگان کی کچھ سیاسی و مذہبی مصلحتیں کارفرما ہوتی ہیں، اور جن اَفراد کو ان اِنعامات کے لئے منتخب کیا جاتا ہے، ان کے انتخاب میں بھی یہی مصلحتیں جھلکتی ہیں۔

چنانچہ ان سینکڑوں افراد کے ناموں کی فہرست پر سرسری نظر ڈالئے، جن کو نوبل اِنعام سے نوازا گیا، ان میں آپ کو اِلَّا ماشاء اللہ سب کے سب یہودی، عیسائی اور دہریے نظر آئیں گے۔ سویڈن

کے منصفوں کی نگاہ میں پوری صدی میں ایک مسلمان بھی ایسا پیدا نہیں ہوا جو طب، ادب، طبیعات وغیرہ کے کسی شعبے میں کوئی اہم کارنامہ انجام دے سکا ہو، ہر شخص منصفانِ سویڈن کی نگاہِ انتخاب کی داد دے گا، جب وہ یہ دیکھے گا کہ رابندر ناتھ ٹیگور ہندو کو بنگالی زبان کی شاعری پر نوبل انعام کا مستحق سمجھا گیا۔ جاپانی ادیب کو اپنی زبان میں ادبی کارنامے پر نوبل انعام کا استحقاق بخشا گیا۔ جنوبی امریکا کی ریاستوں کے باشندوں کے اپنی زبانوں میں ادبی کارناموں کو مستند سمجھتے ہوئے لائق انعام سمجھا گیا۔ لیکن برکوچک پاک و ہند کے کسی ادیب، کسی شاعر اور کسی صاحب فن کی طرف منصفانِ سویڈن کی نظریں نہیں اُٹھ سکیں ـــــ کیوں؟ صرف اس لئے کہ وہ مسلمان تھے۔

مثال کے طور پر ہمارے علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبال کو لیجئے! پوری دُنیا میں ان کے ادب و زبان کا غلغلہ بلند ہے، انگلستان کے نامور پروفیسروں نے ان کے دو ایک شہ پاروں کو انگریزی میں منتقل کیا ہے، اور اعیانِ مغرب، علامہ کے افکار پر سر دھنتے ہیں، لیکن وہ نوبل انعام کے مستحق نہیں گردانے گئے ہیں، ان کا جرم صرف یہ تھا کہ وہ مسلمان تھے۔ حکیم اجمل خان مرحوم نے شعبۂ طب میں کیسا نام پیدا کیا، ڈاکٹر سلیم الزمان صدیقی وغیرہ نے سائنسی ریسرچ میں کیا کیا کارنامے انجام دیئے، لیکن نوبل انعام کے مستحق نہ ٹھہرے۔ یہ تو چند مثالیں محض برائے تذکرہ زبانِ قلم پر آگئیں، ورنہ ایک صدی کے پوری دُنیائے اسلام کے نابغہ افراد کی فہرست کون مرتب کرسکتا ہے؟ لیکن کسی کو نوبل انعام کے لائق نہیں سمجھا گیا، اور ڈاکٹر عبدالسلام میں کوئی خوبی تھی یا نہیں تھی، مگر اس کی یہی ایک خوبی تھی کہ وہ قادیانی تھا، اسلام اور مسلمانوں کا یہودیوں سے بھی بڑھ کر دُشمن تھا، بس اس کی یہی خوبی منصفانِ سویڈن کو پسند آگئی اور نوبل انعام اس کے قدموں میں نچھاور کردیا گیا۔

اگر ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی ایسا ہی لائق سائنس دان تھا تو جس دن ہندوستان نے ۱۹۷۴ء میں ایٹمی دھماکا کیا تھا، ڈاکٹر عبدالسلام کو اس سے اگلے ہی دن پاکستان میں جوابی ایٹمی دھماکا کردینا چاہئے تھا، یہ اس وقت صدرِ پاکستان کا ایٹمی مشیر تھا، اور ایسا ایٹمی دھماکا اس کے فرائضِ منصبی میں داخل تھا۔ ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کا نام تو ہے نیوکلیئر ایٹمی فزکس کے شعبے میں مہارت کا، لیکن اس کی بے لیاقتی (یا پاکستان دُشمنی) نے پاکستان کو ہندوستان کے مقابلے میں سالوں پیچھے دھکیل دیا۔ اس وقت جبکہ ہندوستانی سائنس دانوں نے اپنی لیاقت کا مظاہرہ کیا تھا، ڈاکٹر عبدالسلام نے اپنی فنی مہارت کا مظاہرہ کر دکھایا ہوتا تو ایٹمی صلاحیت میں پاکستان دریوزہ گرِ مغرب نہ ہوتا اور بین الاقوامی سیاسی تناظر میں ہندوستان کے مقابلے میں پاکستان کی ایٹمی صلاحیت پر کوئی حرف گیری نہ کی جاتی۔ بین الاقوامی سطح پر یہ سمجھا جاتا کہ ہندوستان نے ایٹمی دھماکا کیا تو پاکستان نے بھی کردیا اور یوں بات آئی گئی ہوجاتی، لیکن ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کی اس وقت کی نااہلی، بے لیاقتی اور پاکستان دُشمنی نے یہ دن دکھایا کہ آج سارے عالم میں پاکستان کی ایٹمی ریسرچ کے خلاف شور و غوغا کیا جارہا ہے، حتیٰ کہ امریکا بہادر جو پاکستان کا سب سے بڑا ہمدرد اور حلیف تصوّر کیا جاتا ہے، وہ بھی آئے دن ہمیں ایٹمی ریسرچ کے خلاف متنبہ کرتا رہتا ہے اور بھارت پاکستان کی "نیوکلیئر انرجی" کے خلاف دُنیا بھر کے ذہن کو مسموم کرتا رہتا ہے، اور لطف یہ ہے کہ ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کے بھارت کے وزیر اعظم راجیو گاندھی سے دوستانہ روابط ہیں، اس پورے تناظر میں دیکھا جائے تو صاف نظر آتا ہے کہ ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کی سائنسی مہارت کا حدود اربعہ کیا ہے؟ اور یہ کہ وہ پاکستان کا کس قدر مخلص ہے۔

پنجم:... بعض غیور اور باحمیت افراد اس سودی انعام کے وصول کرنے سے انکار کردیتے ہیں، کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ یہ بھی ایک خاص قسم کی "رشوت" ہے۔

ڈاکٹر عبدالسلام کو نوبل انعام کیوں دیا گیا؟

۱۹۷۹ء میں دو امریکن سائنس دانوں کے ساتھ ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کو بھی فزکس کے شعبے میں مسٹر نوبل کے وصیت کردہ سودی انعام کا مستحق قرار دیا گیا (اور اس شعبے کا حصہ ان تینوں میں تقسیم ہوا) یقیناً اس سے بھی یہودی قادیانی لابی کے تہ در تہ مفادات وابستہ ہوں گے، جن کی طرف اہلِ نظر نے دبے الفاظ میں اشارے بھی کئے ہیں، چنانچہ ہمارے ملک کے نامور سائنس دان جناب ڈاکٹر عبدالقدیر صاحب سے ایک انٹرویو میں جب سوال کیا گیا کہ:

"ڈاکٹر عبدالسلام (قادیانی) کو جو نوبل انعام ملا ہے، اس کے بارے میں آپ کی رائے ہے؟"

جواب میں ڈاکٹر صاحب نے فرمایا:

"وہ بھی نظریات کی بنیاد پر دیا گیا، ڈاکٹر عبدالسلام ۱۹۵۷ء سے اس کوشش میں تھے کہ انہیں نوبل انعام ملے، آخر کار آئن اسٹائن کے صد سالہ یوم وفات پر ان کا مطلوبہ انعام دے دیا گیا، دراصل قادیانیوں کا اسرائیل میں باقاعدہ مشن ہے جو ایک عرصے سے کام کر رہا ہے، یہودی چاہتے تھے کہ آئن اسٹائن کی برسی پر اپنے ہم خیال لوگوں کو خوش کردیا جائے، سو ڈاکٹر عبدالسلام کو بھی انعام سے نوازا گیا۔"

(ہفت روزہ "چٹان" لاہور ۹ رفروری ۱۹۸۶ء، جلد۲۷، شمارہ۲)

یہودی قادیانی مفادات کی ایک جھلک:

جیسا کہ ڈاکٹر عبدالقدیر صاحب نے اشارہ کیا

ہے، یہودی قادیانی مفادات متحد ہیں، قادیانیت، یہودیت وصیہونیت کی سب سے بڑی حلیف ہے، اور عالمی سطح پر پروپیگنڈا کرنے اور مسلمانوں کے خلاف زہر اُگلنے میں دونوں ایک دُوسرے سے تعاون کر رہے ہیں، اب ذرا جائزہ لیجئے کہ قادیانیوں نے ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کو ملنے والے نوبل سودی انعام سے کیا مفادات حاصل کئے؟

۱- سب سے پہلے اس انعام کی ایسے غیرمعمولی طریقے پر تشہیر کی گئی اور ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کو ایک مافوق الفطرت شخصیت ثابت کرنے کا بے پناہ پروپیگنڈا کیا گیا، اور اس انعام کو ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی نے اپنے رُوحانی پیشوا مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کا معجزہ ثابت کرنے کی کوشش کی۔ چنانچہ قادیانی اخبار روزنامہ ''الفضل'' نے ۱۲؍نومبر ۱۹۷۹ء کی اشاعت میں لکھا:

''نوبل انعام ملنے سے ایک دن پہلے''

''لندن، جماعتِ احمدیہ برطانیہ کے زیر اہتمام لندن مسجد کے محمود ہال میں سنڈے اسکول کے طلباء سے پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام نے جو خطاب فرمایا، اس کے بارے میں ایک دلچسپ بات یہ ہے کہ اس خطاب میں محترم ڈاکٹر صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ ارشاد سنایا:

''میرے فرقے کے لوگ اس قدر علم ومعرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کی رُو سے سب کا منہ بند کردیں گے۔''

اور اسی موقع پر مکرم شیخ مبارک احمد صاحب نے بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس پیش گوئی کی طرف توجہ دِلائی کہ حضور علیہ السلام نے اپنے ماننے والوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ بشارت دی ہے کہ وہ علم وعقل میں اس قدر ترقی کریں گے کہ دُنیا ان کا مقابلہ نہ کرسکے گی۔

یہ تقریب ۱۴؍اکتوبر ۱۹۷۹ء کو ہوئی، اور اس سے اگلے ہی دن ۱۵؍اکتوبر ۱۹۷۹ء کو پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام کو نوبل انعام دینے کا اعلان کردیا گیا، الحمدللہ ثم الحمدللہ علیٰ ذالک۔''

محمود مجیب قادیانی نے اپنے کتابچے ''ڈاکٹر عبدالسلام'' میں لکھا ہے:

''ان کے وجود سے بانی جماعتِ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کی ایک عظیم پیش گوئی پوری ہوئی تھی جیسا کہ اس واقعے سے اَسّی (۸۰) سال پہلے آپ نے خدا سے خبر پاکر اعلان کیا تھا کہ:

''میرے فرقے کے لوگ اس قدر علم و معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کے اثر سے سب کا منہ بند کردیں گے۔'' (ص:۷)

ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی نے خود بھی قادیانیوں کے سالانہ جلسے ۱۹۷۹ء میں تقریر کرتے ہوئے مرزا غلام احمد قادیانی کی اس پیش گوئی کا حوالہ دیتے ہوئے کہا:

''میں اس پاک ذات کی حمد وستائش سے لبریز ہوں کہ اس نے امام وقت، میرے والدین کی اور جماعت کے دوستوں کی مسلسل اور متواتر دُعاؤں کو شرفِ قبولیت سے نوازا اور عالمِ اسلام اور پاکستان کے لئے خوشی کا سامان پیدا کردیا۔''

(قادیانی اخبار ''الفضل'' ربوہ، ۳۱؍دسمبر ۱۹۷۹ء)

اس طرح قادیانیوں نے ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کو دیئے گئے سودی انعام کا مسلسل پروپیگنڈا کیا، اسے ایک معجزہ اور انسانی تاریخ کے ایک مافوق الفطرت واقعے کے رنگ میں پیش کیا، اور اس کے حوالے سے سادہ لوح لوگوں کو یہ باور کرانے کی ناکام کوشش کی کہ ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کا یہ انعام حاصل کرنا گویا مرزا غلام احمد قادیانی کی صداقت کا ایک معجزہ ہے۔ حالانکہ اہلِ نظر جانتے ہیں کہ ان چیزوں سے ...جن کو قادیانی ملاحدہ مابہ الافتخار سمجھتے ہیں... حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کو کوئی مناسبت نہیں۔ جو ایک یہودی کو، ایک عیسائی کو، ایک ہندو کو، ایک بدھسٹ کو اور ایک چوہڑے چمار کو بھی میسر آسکتی ہے، وہ کسی نبی یا اس کے اُمتی کے لئے مایۂ افتخار کیسے ہوسکتی ہے؟ بلکہ اس کے برعکس اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ سود جیسی ملعون چیز کے ملنے پر فخر کرنا قادیانیوں اور ان کے متنبی کذاب مرزا غلام احمد قادیانی کے جھوٹا ہونے کی ایک مزید دلیل ہے۔

۲- قادیانیوں کے اسلام کش نظریات اور کفریہ عقائد کی بنا پر پوری اُمتِ اسلامیہ قادیانیوں کو مسیلمہ کذاب کے ماننے والوں کی طرح مرتد اور خارج از اسلام سمجھتی تھی۔ ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کو پاکستان کی قومی اسمبلی نے آئینی طور پر بھی انہیں غیرمسلم اقلیت قرار دے کر ان کا نام ''غیرمسلم باشندگانِ مملکت'' کی فہرست میں درج کردیا تھا۔ عالمِ اسلام اور پاکستانی پارلیمنٹ کا یہ فیصلہ قادیانیت پر ایک کاری ضرب کی حیثیت رکھتا تھا، جس سے قادیانیت کے اِرتدادی جراثیم کے پھیلنے اور پھولنے کے راستے ایک حد تک بند ہوگئے تھے، نیز اس سے مرزا غلام احمد قادیانی کی پیش گوئی بھی حرف غلط ثابت ہوگئی تھی، مرزا کی پیش گوئی یہ تھی کہ:

''جو لوگ (قادیانی جماعت سے) باہر رہیں گے ان کی کوئی حیثیت نہ ہوگی، ایسے لوگوں کی حیثیت چوہڑے چماروں کی ہوگی۔''

مرزا محمود احمد قادیانی کے بقول:

"اس عبارت کا مطلب تو یہ ہے کہ احمدیت کا پودا جو اس وقت بالکل کمزور نظر آتا ہے، اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک دن ایسا تناور درخت بن جائے گا کہ اقوامِ عالم اس کے سایہ میں آرام پائیں گے اور جماعتِ احمدیہ جو اس وقت بالکل معمولی اور بے حیثیت سی نظر آتی ہے، اس قدر اہمیت اور طاقت حاصل کرے گی کہ دُنیا کے مذہب، تہذیب وتمدن اور سیاست کی باگ اس کے ہاتھ میں ہوگی، ہر قسم کا اقتدار اسے حاصل ہوگا، اور اپنے اثر ورسوخ کے لحاظ سے یہ دُنیا کی معزز ترین جماعت ہوگی، دُنیا کا کثیر حصہ اس میں شامل ہوجائے گا، ہاں جو اپنی بدقسمتی سے علیحدہ رہیں گے وہ بالکل بے حیثیت ہوجائیں گے، سوسائٹی کے اندر ان کی کوئی قدر و قیمت نہ ہوگی، دُنیا کے مذہبی، تمدنی یا سیاسی دائرے کے اندر ان کی آواز ایسی ہی غیر مؤثر اور ناقابلِ اِلتفات ہوگی جیسی کہ موجودہ زمانے میں چوہڑے چماروں کی ہے۔" (تو گویا قانونی حکومت کے مجوزہ دستور و آئین میں مرزا غلام احمد قادیانی کی پیش گوئی کے بموجب غیر قادیانیوں کی یہ حیثیت ہوگی... مؤلف)

(سالانہ جلسہ ۱۹۳۲ء میں مرزا محمود احمد قادیانی کی افتتاحی تقریر مندرجہ اخبار "الفضل" قادیان جلد ۲ نمبر ۹ مورخہ ۲۹؍جنوری ۱۹۳۳ء، قادیانی مذہب طبع پنجم ص:۷۵۸)

لیکن نتیجہ اس کے بالکل برعکس نکلا کہ قادیانیوں کو "غیر مسلم" قرار دیا گیا، اور پاکستان کے آئین میں قادیانیوں کی دونوں جماعتوں... قادیانی اور لاہوری... کا نام شیڈول کاسٹ (چوہڑے چماروں) کے بعد درج کردیا گیا۔

قادیانی یہودی لابی ایک عرصے سے کوشاں تھی کہ قادیانیوں کے ماتھے سے سیاہی کا یہ داغ کسی طرح مٹادیا جائے، اور اس سڑے عضو کو جسدِ ملت سے کاٹ کر جو پھینک دیا گیا تھا، کسی طرح دوبارہ جسد سے اس کا پیوند لگادیا جائے۔ چنانچہ قادیانی یہودی لابی نے ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کو ملنے والے نوبل انعام کو اس مقصد کے لئے استعمال کیا، اور اسے مسلمانوں کی عظمتِ رفتہ کا نشان قرار دے کر ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کو "مسلمان سائنس دان" باور کرانے کی کوشش کی، قادیانی اخبار روزنامہ "الفضل" ربوہ کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

"عالمِ اسلام کے قابلِ فخر سپوت اور اُحمدیت یعنی حقیقی اسلام کے فدائی نوبل انعام یافتہ سائنس دان ڈاکٹر عبدالسلام صاحب نے کہا کہ سائنس کے میدان میں اسلام کی کھوئی ہوئی عظمت حاصل کرنے کا صرف یہی طریق ہے کہ ہمارے احمدی نوجوان ان علوم میں درجہ کمال کو پہنچیں۔

محترم ڈاکٹر سلام صاحب نے کہا کہ ہماری جماعت اسلام کے احیاء کے لئے کھڑی ہوئی ہے، اس لئے ہمیں چاہئے کہ دیگر علوم کے علاوہ سائنسی علوم میں بھی آگے بڑھیں اور کمال حاصل کریں، اور اسلام کی کھوئی ہوئی عظمت کو دُنیا میں دوبارہ قائم کریں۔"

("الفضل" ربوہ، ۱۳؍نومبر ۱۹۷۹ء)

۱۸؍دسمبر ۱۹۷۹ء کو پاکستان کی قومی اسمبلی ہال میں ایک خصوصی اجلاس منعقد ہوا جس میں صدر جنرل محمد ضیاء الحق صاحب نے قائداعظم یونیورسٹی اسلام آباد کی طرف سے ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کو نوبل انعام کی خوشی میں ڈاکٹریٹ کی سند عطا کی۔ اس اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی نے کہا: "میں پہلا مسلمان سائنس دان ہوں جسے یہ انعام ملا ہے۔"

اس طرح قادیانیوں نے اُٹھتے بیٹھتے ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کے "پہلا مسلمان سائنس دان" ہونے کا وظیفہ رٹنا شروع کردیا، اس پروپیگنڈے کا مقصد ظاہر تھا کہ اگر ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی "مسلمان" ہے تو باقی قادیانی بھی اسی کے ہم مذہب ہونے کے ناطے "پکے سچے مسلمان" ہیں۔

اس پروپیگنڈے کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہمارے عرب بھائی اور دُوسرے ممالک کے حضرات، جو ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کے مذہب وعقیدے سے واقف نہیں تھے، اس کو واقعتا مسلمان سمجھنے لگے، چنانچہ مراکش کے شاہ حسن نے ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کے نام ایک طویل شاہی فرمان جاری کیا، جس کے ذریعے ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کو مراکش کی قومی اکیڈمی کا رکن منتخب کیا، اور ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے لکھا کہ:

"آپ کی کامیابی سے اسلامی تہذیب و فکر جگمگا اُٹھے ہیں۔"

(روزنامہ "الفضل" ۲۹؍جون ۱۹۸۰ء)

سعودیہ کے شہزادہ محمد بن فیصل السعود نے اپنے برقیہ میں ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کو تہنیت کا پیغام دیتے ہوئے کہا کہ:

"ڈاکٹر سلام کے لئے نوبل انعام مسلمانوں کے لئے باعثِ مسرّت ہے، اور ہمیں اس پر بڑی مسرّت ہوئی ہے۔"

(قادیانی ہفت روزہ "لاہور" ۱۸؍نومبر ۱۹۷۹ء)

جنوری ۱۹۸۶ء میں مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے ترجمان پندرہ روزہ "تہذیب الاخلاق" نے "عبدالسلام نمبر" نکالا، جس میں "اسلام اور سائنس" کے عنوان سے ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کے

ایک انگریزی مضمون کا ترجمہ پروفیسر نسیم انصاری کے قلم سے شائع کیا گیا، جس کی اِبتدا ان الفاظ سے ہوتی ہے:

"اِبتدا اس اِقرار سے کرتا ہوں کہ میرا عقیدہ اور عمل اسلام پر ہے، اور میں اس وجہ سے مسلمان ہوں کہ قرآنِ کریم پر میرا ایمان ہے۔"

(ص:۱۱)

اسی شمارے میں ایک مضمون "عبدالسلام- ایک مجاہد سائنس دان" کے عنوان سے پروفیسر آئی احمد (جو غالباً خود بھی قادیانی ہیں) کا ہے، جس میں وہ لکھتے ہیں:

"وہ (ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی) اپنے دینِ اسلام کی حقانیت پر کامل یقین رکھتے ہیں، اور اس کی ہدایات پر سختی سے عمل بھی کرتے ہیں۔"

(ص:۳۵)

اسی پرچے میں پروفیسر جان زرمیان (یہ صاحب غالباً یہودی ہیں) کی ایک تقریر کا ترجمہ ڈاکٹر عالم حسین کے قلم سے ہے، جس میں کہا گیا ہے:

"عبدالسلام (قادیانی) دینِ اسلام پر اِیمان رکھتے ہیں اور انہوں نے اپنی زندگی کو نظریۂ وحدت کے لئے وقف کردیا ہے۔"

(ص:۳۷)

یہ میں نے چند مثالیں ذکر کی ہیں، ورنہ اس قسم کی بے شمار تحریریں موجود ہیں جن میں مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لئے ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کو اِسلام کی سند عطا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ گویا نوبل اِنعام کے حوالے سے قادیانی یہودی لابی کی طرف سے قادیانیت کو اِسلام، اور اِسلام کو قادیانیت باور کرانے کی گہری سازش کی گئی، جس کے ذریعے اچھے اچھے سمجھدار حضرات کو فریب دیا گیا ہے۔

۳:... مسٹر نوبل کے وصیت کردہ سودی اِنعام کے ذریعے اسلام کی سند حاصل کرنے کے بعد ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی نے خرِ دجال کی طرح اسلامی ممالک کا دورہ کیا ہے اور جگہ جگہ "اسلامی سائنس فاؤنڈیشن" قائم کرنے کا نعرہ بلند کیا۔ جس سے یہ ثابت کرنا مقصود تھا کہ اس زمانے میں مسلمانوں کا سب سے بڑا خیرخواہ اور ہمدرد عبدالسلام قادیانی ہے، چنانچہ اسلامی ممالک نے "اسلامی سائنس فاؤنڈیشن" کے نعرے سے مسحور ہوکر اس کی منظوری دے دی، روزنامہ "نوائے وقت" لکھتا ہے:

"نوبل پرائز حاصل کرنے والے پاکستانی سائنس دان ڈاکٹر عبدالسلام نے ۱۹۷۳ء میں ایک تجویز پیش کی تھی کہ مسلمان ممالک کو مل کر ایک اسلامی سائنس فاؤنڈیشن قائم کرنی چاہئے، گزشتہ ہفتے جدہ میں ایک کانفرنس ہوئی جس میں اس اِدارے کے قیام کا حتمی فیصلہ کیا گیا، یوں تو اِسلامی سربراہ کانفرنس نے فروری ۱۹۷۴ء میں ہی ڈاکٹر عبدالسلام کی تجویز کی منظوری دے دی تھی، مگر اس پر عمل درآمد کرنے کا فیصلہ اب ہوا ہے۔ جدہ کی جس کانفرنس نے فاؤنڈیشن کے قیام کو عملی صورت دینے کا فیصلہ کیا ہے اس میں دُوسرے اسلامی ملکوں کے سائنس دانوں کے علاوہ ڈاکٹر عبدالسلام نے خود بھی شرکت کی ہے، اس موقع پر تمام مسلمان ملکوں کے سائنس دانوں نے ڈاکٹر عبدالسلام کو نوبل پرائز حاصل کرنے پر مبارک باد دی اور اسے اسلامی دُنیا کے لئے قابلِ فخر کارنامہ قرار دیا۔" (روزنامہ "نوائے وقت" اداریہ مؤرخہ ۱۸ر نومبر ۱۹۷۹ء)

سعودی عرب میں قادیانیوں کا داخلہ ممنوع ہے، لیکن "اسلامی سائنس فاؤنڈیشن" کی فسوں کاری دیکھئے کہ جدہ میں ڈاکٹر عبدالسلام کی پذیرائی کی جاتی ہے، اسے سائنسی بارات کا دولہا بنایا جاتا ہے، اور اس کو "اسلامی دُنیا کے لئے قابلِ فخر" قرار دیا جاتا ہے:

"بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بوالعجبیست"

مسلمانوں کی خودفراموشی اور دُشمنانِ اسلام کی عیاری و مکاری کا کمال ہے کہ حجازِ مقدس کی برگزیدہ سرزمین کے شہر جدہ میں یہ باضابطہ تسلیم شدہ کافر و مرتد قادیانی "مسلم سائنس فاؤنڈیشن" کا اجلاس منعقد کرواکر اور اس کے دولہا کی حیثیت سے اس میں شرکت کرکے "المملکۃ العربیۃ السعودیۃ" کے اس قانون کا کس طرح منہ چڑاتا ہے، جس کی رُو سے سعودی عرب میں قادیانیوں کے لئے داخلہ اور ویزا ممنوع ہے۔ اور یہ تو شکر ہوا کہ اس نے یہ کانفرنس حرمین شریفین میں منعقد نہیں کروائی، ورنہ اس کے نجس قدم حرمین شریفین کو گندہ کرتے اور وہ دُنیائے اسلام کے اس فیصلے پر طمانچہ لگاتے کہ قادیانی دائرۂ اسلام سے خارج ہیں، اس لئے حرمین شریفین میں ان کے داخلے پر پابندی ہے۔ اندازہ کیجئے کہ قادیانی یہودی سازشوں کے جال کہاں کہاں تک پھیلے ہوئے ہیں، اور وہ مسلمانوں کو بے وقوف بناکر اپنے مفادات کس طرح حاصل کرتے ہیں...!

ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کی حجاز کی مقدس سرزمین میں پذیرائی ہوئی تو اس نے اپنے سحرآفرین نعرے کو مزید بلند آہنگی سے دُہرانا شروع کردیا، یہاں تک کہ ۵ کروڑ ڈالر کی خطیر رقم اسلامی ممالک سے منظور کراکے دم لیا۔

قادیانی اخبار "الفضل" ربوہ میں ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کا انٹرویو شائع ہوا، جس میں ان سے سوال کیا گیا:

"اسلامی کانفرنس نے جو "سائنس فاؤنڈیشن" قائم کیا تھا، اس کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟"

اس کے جواب میں ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی نے کہا:

"یہ اچھی سمت میں ایک حرکت ہوئی ہے، میں اس سے بہت خوش ہوں، درحقیقت ابتدائی تجویز موجودہ صورت سے بہت اعلیٰ تھی، میں نے ۱۹۷۴ء میں مسٹر بھٹو کو اس پر آمادہ کرلیا تھا کہ ایک بلین ڈالر کے سرمایہ سے ایک فاؤنڈیشن قائم کیا جائے اور سربراہی کانفرنس نے اسے تسلیم کرلیا تھا۔ لیکن اس کے بعد اس بارے میں کچھ نہیں ہوا۔ اس کے بعد ۱۹۸۱ء میں جنرل ضیاء الحق اس پر راضی ہوگئے کہ اس معاملے کو طائف سربراہ کانفرنس میں اُٹھائیں۔ فاؤنڈیشن قائم کردیا گیا لیکن اس کی رقم کو گھٹا کر صرف پچاس ملین ڈالر (۵ کروڑ ڈالر) کردیا گیا۔ اب مجھے پتا چلا ہے کہ دراصل جو رقم اب تک فاؤنڈیشن کو ملی ہے وہ صرف چھ ملین ڈالر ہیں، آپ مجھ سے اتفاق کریں گے مسلمان حکومتیں اس سے زیادہ دے سکتی ہیں۔"

(روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۸ اکتوبر ۱۹۸۴ء)

خطیر رقم وصول کرنے کے بعد بھی ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کو مسلم ممالک کے رویہ سے شکایت رہی اور وہ ان سے مایوسی کا اظہار کرتا رہا، چنانچہ روزنامہ "جنگ" لندن لکھتا ہے:

"نوبل انعام یافتہ پاکستانی سائنس دان ڈاکٹر عبدالسلام سائنس فاؤنڈیشن قائم کریں گے، اسلامی کانفرنس نے ایک ارب ڈالر کے بجائے ۵ کروڑ ڈالر کی منظوری دی ہے۔"

"جدہ (جنگ فارن کم) ڈیسک۔ نوبل انعام یافتہ پاکستانی سائنس دان ڈاکٹر عبدالسلام اسلامی ملکوں میں سائنس کے فروغ کے لئے فاؤنڈیشن قائم کریں گے تاکہ اسلامی ممالک کے باصلاحیت سائنس دان اپنے علم میں اضافہ کرسکیں۔ گلف ٹائمز کو ایک انٹرویو دیتے ہوئے ڈاکٹر سلام نے کہا کہ اسلامی ملکوں میں سائنسی علوم کے فروغ کے لئے ٹھوس اقدامات نہیں کئے گئے۔ ڈاکٹر سلام نے ٹرسٹی اٹلی میں نظریاتی طبیعات کا بین الاقوامی مرکز قائم کیا ہے، جس کے وہ ڈائریکٹر ہیں، اس مرکز سے ایک ہزار سائنس دان طبیعات کی تربیت حاصل کرتے ہیں۔ ڈاکٹر سلام کے مرکز کو بین الاقوامی ایٹمی ادارے اور یونیسکو کا بھی تعاون حاصل ہے، ڈاکٹر سلام نے بتایا کہ فاؤنڈیشن غیر سیاسی ادارہ ہوگا، اور اسے مسلم ممالک کے سائنس دان چلائیں گے، اس کے علاوہ اسے اسلامی کانفرنس کی تنظیم سے منسلک کردیا جائے گا۔ تاہم ڈاکٹر سلام نے اس امر پر افسوس کا اظہار کیا کہ مجوزہ فاؤنڈیشن کے لئے انہوں نے ایک ارب ڈالر کی تجویز رکھی تھی لیکن اسلامی کانفرنس نے اس کے لئے ۵ کروڑ ڈالر کی منظوری دی۔"

("جنگ" لندن ۱۸ اگست ۱۹۸۵ء)

اور روزنامہ "نوائے وقت" کراچی لکھتا ہے:

"ڈاکٹر عبدالسلام کو اسلامی طبیعاتی فاؤنڈیشن کے قیام میں مالی دشواریوں کا سامنا"

"نیویارک ۱۰ اگست (اپ پ) نوبل انعام یافتہ ڈاکٹر عبدالسلام نے کہا ہے کہ اسلامی ممالک بین الاقوامی سائنس میں بالکل الگ تھلگ ہیں، اور انہیں سائنس کی ترقی کا طریقہ معلوم نہیں، انہوں نے کہا کہ وہ سائنس کے فروغ اور ترقی کے لئے ایک فاؤنڈیشن قائم کرنا چاہتے ہیں۔

اسلامی کانفرنس نے اس منصوبے کی توثیق کی ہے کہ ڈاکٹر سلام کے تجویز کردہ ایک ارب ڈالر کی بجائے مسلم کانفرنس نے ۵ کروڑ ڈالر کی منظوری دی ہے، اور ایک سال میں صرف ۶۰ لاکھ ڈالر جاری کئے گئے ہیں، جس کی وجہ سے ڈاکٹر سلام مایوس نظر آتے ہیں۔"

("نوائے وقت" کراچی، ۱۱ اگست ۱۹۸۵ء)

مایوسی کا یہ اظہار مسلم ممالک کو غیرت دلانے اور مطلوبہ رقم پر انہیں برانگیختہ کرنے کے لئے تھا، بالآخر "جوئندہ یابندہ" کے مصداق ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی، مسلم ممالک سے اپنی مطلوبہ رقم حاصل کرنے میں کامیاب ہوگیا، چنانچہ قادیانی اخبار ہفت روزہ "لاہور" کی ایک رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ:

"ڈاکٹر عبدالسلام نے مشرق وسطیٰ کے تیل پیدا کرنے والے ممالک پر زور دیا ہے کہ وہ اس خطہ ارض میں سائنسی علوم کے فروغ کے لئے ایک سائنس فاؤنڈیشن کا قیام عمل میں لائیں ....انہوں نے مشورۃً یہ تجویز پیش کی کہ اس فاؤنڈیشن کی تشکیل میں ابتدائی طور پر ایک بلین ڈالر صَرف کرنے چاہئیں جو مسلم طلبہ کو ایسی سائنسی تعلیم کے حصول میں اِمداد دیں گے....... اس فاؤنڈیشن کو اِسلامی دُنیا کے ممتاز و معروف سائنس دان چلائیں۔

ڈاکٹر سلام نے دُنیائے اسلام میں سائنسی علوم کے فروغ کے سلسلے میں کویت کے رول کو سراہا، انہوں نے کہا کہ کویت کی سائنس فاؤنڈیشن اور کویت یونیورسٹی نے انہیں بڑی دریا دلی سے اتنے فنڈز دیئے ہیں۔" (قادیانی ہفت روزہ "لاہور" ۳۰ اگست ۱۹۸۴ء، ص:۵)

غور فرمایئے کہ ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی، ابتدائی مرحلے میں اسلامی ممالک سے لے کر ساٹھ لاکھ ڈالر یعنی گیارہ کروڑ روپے ہضم کرجاتا ہے، دل میں باغ باغ ہوگا کہ اتنی خطیر رقم مجھے مسلمان

نوجوانوں کو قادیانی بنانے کے لئے بلاشرکت غیرے مل گئی، لیکن عیاری و مکاری کا کمال دیکھو کہ زر طلبی کی ہوس ''ہل من مزید'' پکارتی ہے اور وہ اسلامی ممالک کو غیرت دِلانے کے لئے ان کی سردمہری و نالائقی اور بے توجہی کا مسلسل پروپیگنڈا کرتا رہتا ہے اور ان کے سامنے پانچ کروڑ ڈالر یعنی ۸۵ ارب روپے کا ہدف دُہراتا رہتا ہے تا آنکہ اسے مطلوبہ رقم میسر آجاتی ہے۔

قارئین نے ایسے بہت سے واقعات سن رکھے ہوں گے کہ روپیہ پیسہ عورت، دوا علاج اور تعلیم کا لالچ دے کر غریب خاندانوں کو عیسائی یا قادیانی بنالیا گیا، اگر دس ہزار سے ایک خاندان کا ایمان خریدا جاسکتا ہے تو ذرا حساب لگا کر دیکھئے کہ جس شخص کے ہاتھ پچاسی ارب روپے کی رقم تھمادی گئی ہو وہ کتنے نوجوانوں اور کتنے خاندانوں کو اس کے ذریعے قادیانی بنانے کی کوشش کرے گا؟ حیف صد حیف کہ ''میاں کی جوتی میاں کے سر'' کے مصداق مسلمانوں ہی کے روپے سے مسلمانوں کو کافر و مرتد بنایا جارہا ہے اور مسلمان اس کی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔

سائنس فاؤنڈیشن اور قادیانی مقاصد:

مسٹر نوبل کے وصیت کردہ سودی اِنعام کے حوالے سے قادیانیوں نے جو فوائد حاصل کرنے کی کوشش کی اور جن کی طرف سطورِ بالا میں اِشارہ کیا گیا ہے، ان کا خلاصہ یہ ہے:

☆:...قادیانیوں کو مسلمان ثابت کرنا۔

☆:...ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کو اِسلامی دُنیا کا ہیرو اور محسن بنا کر پیش کرنا۔

☆:...مسلم ممالک کے پیسے سے ''اسلامی سائنس فاؤنڈیشن'' کے نام پر ''قادیانی فاؤنڈیشن'' قائم کرنا۔

دردمند مسلمانوں کی آنکھیں کھولنے کے لئے یہ قادیانی فوائد بھی کافی تھے۔ لیکن ایسا لگتا ہے کہ ''اسلامی سائنس فاؤنڈیشن'' کے ذریعے یہودی-قادیانی لابی ابھی بہت کچھ حاصل کرنا چاہتی ہے، اور ان کے مقاصد کہیں گہرے ہیں۔ ذیل میں چند نکات پیش کئے جاتے ہیں، ہر وہ شخص جو عالم اسلام سے خیرخواہی و ہمدردی رکھتا ہے اس کا فرض ہے کہ ان اِمکانات کو نظرانداز نہ کرے، بلکہ ان پر عقل و دانائی کے ساتھ غور کرے۔

علامہ ڈاکٹر اقبال مرحوم نے پنڈت نہرو کے نام اپنے خط میں تحریر فرمایا تھا:

''قادیانی، اسلام اور وطن دونوں کے غدار ہیں۔''

علامہ اقبال مرحوم کا یہ تجزیہ ان کے برسہابرس کے تجربے کا خلاصہ اور نچوڑ ہے، جسے انہوں نے ایک فقرے میں قلم بند کردیا۔ ہر وہ شخص جسے قادیانی ذہنیت کا مطالعہ کرنے کی فرصت میسر آئی ہو، یا جسے قادیانیوں سے کبھی سابقہ پڑا ہو، اسے علیٰ وجہ البصیرت اس کا یقین ہوجائے گا کہ قادیانی، اسلام کے، مسلمانوں کے اور اِسلامی ممالک کے غدار ہیں، جس طرح کوئی مسلمان کسی یہودی پر اِعتماد نہیں کرسکتا، نہ اسے ملتِ اسلامیہ کا مخلص سمجھ سکتا ہے، اسی طرح کوئی مسلمان کسی قادیانی کو ملتِ اسلامیہ کا ہمدرد اور بہی خواہ تسلیم نہیں کرسکتا۔

قادیانی، طاغوتی قوتوں کے جاسوس: مسلمانوں کی جاسوسی!

قادیانیوں کی اسلام اور مسلمانوں سے غداری کا یہ عالم ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی ''انگریزوں کی پولیٹکل خیرخواہی'' کی غرض سے مسلمانوں کی مخبری کیا کرتا تھا۔ انگریزی دورِ اِقتدار میں ہندوستان کے جو مسلمان حریت پسندانہ جذبات اور آزادیٔ وطن کی لگن رکھتے تھے، مرزا غلام احمد قادیانی ان کے احوال و کوائف ''پولیٹکل راز'' کی حیثیت سے گورنمنٹ برطانیہ کو پہنچایا کرتا تھا، مرزا قادیانی کے اشتہارات کا جو مجموعہ تین جلدوں میں قادیانیوں نے اپنے مرکز ربوہ سے شائع کیا ہے، اس کی دُوسری جلد کے صفحہ: ۲۲۷، ۲۲۸ پر اِشتہار نمبر ۱۴۵ درج ہے، جس کا متن ذیل میں پیش کیا جاتا ہے:

''قابل توجہ گورنمنٹ از طرف مہتمم کاروبار تجویز تعطیل جمعہ، مرزا غلام احمد قادیان ضلع گورداسپور پنجاب، چونکہ قرین مصلحت ہے کہ سرکار انگریزی کی خیرخواہی کے لئے ایسے نافہم مسلمانوں کے نام بھی نقشہ جات میں درج کئے جائیں جو درپردہ اپنے دِلوں میں برٹش انڈیا کو دارالحرب قرار دیتے ہیں اور ایک چھپی ہوئی بغاوت کو اپنے دِلوں میں رکھ کر اسی اندرونی بیماری کی وجہ سے فرضیت جمعہ سے منکر ہوکر اس کی تعطیل سے گریز کرتے ہیں۔ لہٰذا یہ نقشہ اسی غرض کے لئے تجویز کیا گیا تا کہ اس میں ان ناحق شناس لوگوں کے نام محفوظ رہیں کہ جو ایسے باغیانہ سرشت کے آدمی ہیں۔ اگرچہ گورنمنٹ کی خوش قسمتی سے برٹش انڈیا میں مسلمانوں میں ایسے آدمی بہت تھوڑے ہیں جو ایسے مفسدانہ عقیدے کو اپنے دِل میں پوشیدہ رکھتے ہوں، لیکن چونکہ اس امتحان کے وقت بڑی آسانی سے ایسے لوگ معلوم ہوسکتے ہیں، جن کے نہایت مخفی ارادے گورنمنٹ کے برخلاف ہیں۔ اس لئے ہم نے اپنی محسن گورنمنٹ کی پولیٹکل خیرخواہی کی نیت سے اس مبارک تقریب پر یہ چاہا کہ جہاں تک ممکن ہو ان شریر لوگوں کے نام ضبط کئے جائیں جو اپنے عقیدے سے اپنی مفسدانہ حالت کو ثابت کرتے ہیں۔ کیونکہ جمعہ کی تعطیل کی تقریب پر ان لوگوں

کا شناخت کرنا ایسا آسان ہے کہ اس کی مانند ہمارے ہاتھ میں کوئی بھی ذریعہ نہیں۔ وجہ یہ کہ جو ایک ایسا شخص ہو جو اپنی نادانی اور جہالت سے برٹش انڈیا کو دارالحرب قرار دیتا ہے، وہ جمعہ کی فرضیت سے ضرور منکر ہوگا، اور اسی علامت سے شناخت کیا جائے گا کہ وہ درحقیقت اس عقیدے کا آدمی ہے۔ لیکن ہم گورنمنٹ میں باادب اطلاع کرتے ہیں کہ ایسے نقشے ایک پولیٹیکل راز کی طرح اس وقت تک ہمارے پاس محفوظ رہیں گے جب تک گورنمنٹ ہم سے طلب کرے۔ اور ہم اُمید رکھتے ہیں کہ ہماری گورنمنٹ حکیم مزاج بھی ان نقشوں کو ایک ملکی راز کی طرح اپنے کسی دفتر میں محفوظ رکھے گی، اور بالفعل یہ نقشے جن میں ایسے لوگوں کے نام مندرج ہیں گورنمنٹ میں نہیں بھیجے جائیں گے۔ صرف اطلاع دہی کے طور پر ان میں سے ایک سادہ نقشہ چھپا ہوا جس پر کوئی نام درج نہیں فقط یہی مضمون درج ہے ہمراہ درخواست بھیجا جاتا ہے، اور ایسے لوگوں کے نام مع پتہ ونشان یہ ہیں۔ مطبع ضیاءالاسلام قادیان (یہ اشتہار ۲۰ × ۲۶ کے چار صفحوں پر معہ نقشہ درج ہے)۔"

یہ ذہن میں رہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی، ایسے حریت پسند مسلمانوں کے کوائف اپنی جماعت کے ذریعے ہی جمع کراتا ہوگا، گویا غلام احمد قادیانی کی نگرانی میں قادیانی جماعت کی پوری ٹیم اسی کام میں لگی ہوئی تھی کہ ہندوستان کے آزادی پسند مسلمانوں کی فہرستیں بنا بنا کر انگریز کے خفیہ محکمے کو بھیجی جائیں، اور ایسے مسلمانوں کے "پولیٹیکل راز" سفید آقاؤں کے گوش گزار کئے جائیں۔ وہ دن، اور آج کا دن، قادیانی جماعت مسلمانوں کی جاسوسی کے اسی "مقدس فریضے" میں لگی ہوئی ہے کہ مسلمانوں سے گھل مل کر رہا جائے، ظاہر میں اپنے آپ کو مسلمانوں کا خیرخواہ ثابت کیا جائے، اور باطن میں ان کے راز اعدائے اسلام اور طاغوتی طاقتوں کو پہنچائے جائیں۔

قادیانی اور یہودی لابی کے درمیان وجہ اُلفت بھی یہی اسلام دُشمنی اور اُمتِ اسلامیہ سے غداری ہے، اسرائیل میں کسی مذہب کا کوئی مشن کام نہیں کرسکتا، اور کسی اسلامی مشن کے قیام کا تو وہاں سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، لیکن قادیانی مشن وہاں بڑے اطمینان سے کام کررہا ہے، اور اسرائیل کے بڑوں کی مکمل حمایت اور اعتماد اسے حاصل ہے۔

قادیانی، مسلمانوں کے بھیس میں مسلمان ممالک، خصوصاً پاکستان میں اہم ترین مناصب اور حساس عہدوں پر براجمان ہیں، اس لئے اسلامی ممالک کا کوئی راز ان سے چھپا ہوا نہیں۔

اُدھر ایک عرصے سے اسلامی ممالک اپنی ایٹمی صلاحیتوں کو بہتر بنانے اور انہیں پُراَمن مقاصد کے لئے استعمال کرنے میں کوشاں تھے، مغربی دُنیا اور یہودی لابی کے لئے اسلامی دُنیا کی یہ تگ ودو موجب تشویش تھی، عراق کی ایٹمی تنصیبات پر اسرائیل کا حملہ اور پاکستان کی ایٹمی تنصیبات کو تباہ کرنے کی اسرائیلی دھمکیاں سب کو معلوم ہیں۔ پاکستان کے بارے میں "اسلامی بم" کا ہوّا کھڑا کرکے یہودی لابی نے پاکستان کے خلاف بین الاقوامی فضا کو مسموم کرنے کی جس طرح کوششیں کی ہیں وہ بھی سب پر عیاں ہیں۔ اسلامی ممالک کی سائنسی بیداری کو کنٹرول کرنے کی بہترین صورت یہی ہوسکتی تھی کہ "اسلامی سائنس فاؤنڈیشن" کا نعرہ ایک ایسے شخص سے لگوایا جائے جو یہودی لابی کا حلیف اور رازدار ہو، اس نعرے کے ذریعے اسے اسلامی ممالک کا محسن اور ہیرو باور کرایا جائے، ایسی شخصیت ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی سے زیادہ موزوں اور کون ہوسکتی تھی، چنانچہ ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی نے "اسلامی سائنس فاؤنڈیشن" کا نعرہ بلند کیا، مسلم ممالک نے اسے اپنا محسن سمجھا اور اس عظیم مقصد کے لئے خطیر رقم اس کے قدموں میں نچھاور کردی، اس طرح یہ قادیانی، مسلم ممالک کی دولت پر "اسلامی سائنس فاؤنڈیشن" کا شہ بالا بن گیا۔ علاوہ ازیں مسلم ممالک (پاکستان سے مراکش تک) کے سائنسی ادارے بھی ایک قادیانی کی دسترس میں آگئے۔ اب مسلم ممالک کا کوئی راز، راز نہیں رہے گا، ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کے لئے اپنے مرشد مرزا غلام احمد قادیانی کی سنت کے مطابق اسلامی ممالک کی ایٹمی صلاحیتوں کی رپورٹیں اعدائے اسلام کو پہنچانا آسان ہوگا، اور مسلم ممالک کی مخبری میں اسے کوئی دقت پیش نہیں آئے گی۔

"اسلام سائنس فاؤنڈیشن" کے قیام کا ایک فائدہ یہ ہوگا کہ مسلم ممالک کے سائنسی اداروں میں ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کا عمل دخل ہوگا اور ان اداروں میں قادیانی نوجوانوں کو بھرتی کرنا آسان ہوگا، پاکستان کی وزارتِ خارجہ کا قلم دان جن دنوں ظفراللہ قادیانی آنجہانی کے حوالے تھا، ان دنوں ہمارے بیرونِ ملک سفارت خانوں میں قادیانیوں کی بھرمار تھی، قادیانیوں کو نوکریاں بھی خوب مل رہی تھیں، اور نوکری کے لالچ میں نوجوانوں کو قادیانی بنانا بھی آسان تھا۔ اب اسلامی ممالک کی چوٹی پر سر ظفراللہ کی جگہ ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کو بٹھادیا گیا ہے، اب سائنسی اداروں میں قادیانی نوجوانوں کو بہترین روزگار کے مواقع خوب میسر آئیں گے، اور بھولے بھالے نوجوانوں کو قادیانیت کی طرف کھینچنے کے راستے بھی ہموار ہوجائیں گے۔ اسی کے ساتھ اگر مسلمانوں میں کوئی جوہر قابل نظر آیا تو اس کو "ناپسندیدہ" قرار دے کر نکال دینے میں بھی کوئی

دُشواری نہیں ہوگی۔ پاکستان میں اس کا تماشا دیکھا جاچکا ہے، بعض افراد، جن میں قادیانی ہونے کے سوا کوئی خوبی نہیں تھی، وہ سائنسی اِدارے کے کرتا دھرتا رہے، اور ریٹائرمنٹ کی عمر کو پہنچ جانے کے بعد بھی ان کی ملازمت میں توسیع ہوتی رہی۔ اس کے برعکس بعض اعلیٰ پائے کے سائنس دان ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کے نزدیک ناپسندیدہ ہونے کی وجہ سے گوشۂ گمنامی میں دھکیل دیے گئے۔ہفت روزہ ’’چٹان‘‘ لاہور ۶ تا ۱۳؍جنوری ۱۹۸۶ء میں اس دل خراش داستان کی تفصیلات دیکھی جاسکتی ہیں۔

ایک اہم ترین فائدہ قادیانیت کی تبلیغ کا ہے۔ ’’سائنس فاؤنڈیشن‘‘ کو قادیانیت کی تبلیغ کا ذریعہ کیسے بنایا جائے گا؟ اس کے لئے درج ذیل نکات کو ذہن میں رکھنا ضروری ہے:

الف:...ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کا شمار قادیانی اُمت کے ممتاز ترین افراد میں ہوتا ہے، قادیانیوں کے تیسرے سربراہ مرزا ناصر احمد آنجہانی نے ۱۴؍اگست ۱۹۸۰ء کو لندن میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کیا، جس کی رپورٹ ۱۷؍اگست ۱۹۸۰ء کو آئرش اخبار ’’آئرش سنڈے ورلڈ‘‘ میں شائع کرائی گئی، جس کا عنوان تھا:

’’احمدیہ تحریک، آئرلینڈ کو حلقہ بگوش اسلام کرنے کی تیاری کررہی ہے۔‘‘

اس رپورٹ میں بڑے فخر سے کہا گیا ہے:

’’اس جماعت کے مشہور ارکان میں سے سرظفراللہ خان ہیں جو کہ پاکستان کے سابق وزیرِ خارجہ اور سابق صدر اقوامِ متحدہ اور عالمی عدالتِ انصاف کے ہیں، اس کے علاوہ پروفیسر عبدالسلام ہیں جنہوں نے فزکس میں نوبل انعام حاصل کیا ہے۔‘‘ (قادیانی اخبار روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ ۲۶؍اکتوبر ۱۹۸۰ء)

ب:...قادیانی اُمت کو ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی پر یہ فخر بھی ہے کہ وہ جہاں جاتا ہے قادیانیت کی تبلیغ ضرور کرتا ہے:

’’انہوں نے دِین (قادیانیت) کو دُنیا پر ہمیشہ مقدم رکھا، اور سائنس دانوں اور بڑے بڑے لوگوں تک احمدیت کا پیغام پہنچایا، شاہ سویڈن کو نوبل اِنعام حاصل کرنے کے دنوں میں قرآنِ کریم (کا قادیانی ترجمہ) اور حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کے اِقتباسات کا انگریزی ترجمہ پہنچا کر آئے۔ اسی طرح شاہ حسن کو مراکش میں (قادیانی) لٹریچر دے کر آئے۔‘‘ (کتابچہ ’’ڈاکٹر عبدالسلام‘‘ از محمود مجیب اصغر ص:۵۶)

اٹلی میں ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی نے ایک سائنسی اِدارہ قائم کررکھا ہے، اس کے ذریعے بھی قادیانیت کی تبلیغ کا کام لیا جاتا ہے، چنانچہ قادیانی ماہنامہ ’’تحریکِ جدید‘‘ ربوہ بابت ماہ اکتوبر ۱۹۸۵ء میں قادیانیوں کے موجودہ سربراہ مرزا طاہر احمد قادیانی کے دورۂ اٹلی کی رپورٹ شائع ہوئی ہے، جس میں کہا گیا ہے:

’’حضور (مرزا طاہر) نے فرمایا، اٹلی میں پہلے بھی جماعت کے نمائندے بھجوا کر اٹلی کو جماعت سے متعارف کرانے کی کوشش کی گئی تھی، اور اَب ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کے ذریعے سے بھی ایک تقریب کا بندوبست کیا گیا جس میں توقع سے زیادہ معززین تشریف لائے جو کہ پہلے احمدیت سے متعارف نہ تھے، اس میں ٹیلی ویژن کے نمائندے بھی موجود تھے۔‘‘

(تحریکِ جدید ربوہ ص:۷، اکتوبر ۱۹۸۵ء)

ج:...قادیانیوں کی طرف سے اعلان کیا جارہا ہے کہ پندرھویں صدی ہجری حقیقی اسلام (قادیانیت) کے غلبے کی صدی ہوگی اور ان کے منصوبے کے مطابق قادیانیت کا یہ غلبہ سائنس کے ذریعے ہوگا۔ قادیانی اخبار ’’الفضل‘‘ کا یہ اِقتباس جو پہلے نقل ہوچکا ہے، اسے ایک بار پھر پڑھ لیجئے!

’’عالمِ اسلام کے قابلِ فخر سپوت اور اَحمدیت یعنی حقیقی اسلام کے فدائی نوبل اِنعام یافتہ سائنس دان ڈاکٹر عبدالسلام صاحب نے کہا کہ سائنس کے میدان میں اسلام کی کھوئی ہوئی عظمت حاصل کرنے کا صرف یہی طریق ہے کہ ہمارے احمدی نوجوان ان علوم میں درجہ کمال کو پہنچیں........

محترم ڈاکٹر سلام صاحب نے کہا کہ ہماری جماعت اسلام کے احیاء کے لئے کھڑی ہوئی ہے، اس لئے ہمیں چاہئے کہ دیگر علوم کے علاوہ سائنسی علوم میں بھی آگے بڑھیں اور کمال حاصل کریں۔‘‘ (’’الفضل‘‘ ربوہ ۱۳؍نومبر ۱۹۷۹ء)

پس ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کی طرف سے ’’اسلامی سائنس فاؤنڈیشن‘‘ کے نام پر جو رقمیں اسلامی ممالک سے وصول کی جارہی ہیں ان کا ایک اہم مقصد خود مسلمانوں ہی کے پیسے سے قادیانیت کی تبلیغ اور اسے دُنیا میں غالب کرنے کی کوشش ہے۔ جتنے نوجوان سائنسی علوم کی تکمیل کے لئے ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کے قائم کردہ، یا اس کے زیرِ اثر اِداروں سے رُجوع کریں گے، ان کو ہر ممکن قادیانیت کا انجکشن دینے کی کوشش کی جائے گی، اور ان کی ترقیات کا معیار یہ قرار دیا جائے گا کہ وہ قادیانیت کے حق میں کتنے مخلص ہیں۔

ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی اور پاکستان:

بہت سے مسلمان، قادیانیوں کے بارے میں رواداری اور فراخ دِلی کا مظاہرہ کرتے ہیں، چنانچہ یہی مظاہرہ ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کے بارے میں بھی کیا گیا۔ بعض حضرات کا اِستدلال یہ ہے کہ ڈاکٹر

عبدالسلام قادیانی کا عقیدہ و مذہب کچھ ہی ہو، بہر حال وہ پاکستانی ہیں، اور ان کو نوبل انعام کا اعزاز ملنا پاکستان اور اہل پاکستان کے لئے بہر صورت لائق فخر ہے۔ چنانچہ ہمارے ملک کی ایک معروف سیاسی شخصیت نے روزنامہ ”جنگ“ کے کالم ”مشاہدات و تأثرات“ میں اس پر اظہار خیال کرتے ہوئے تحریر فرمایا:

”پاکستان کے نوبل پرائز انعام یافتہ سائنس دان ڈاکٹر عبدالسلام بھی انہیں دنوں عمان میں تھے، ناشتے کی ایک دعوت میں ان سے بھی ملاقات ہوئی، جب وہ پاکستان کی اٹامک انرجی میں کام کر رہے تھے، تو انہیں ایک دو بار کابینہ میں اپنا کیس پیش کرتے ہوئے سنا تھا۔ انتہائی قابل اور فاضل آدمی ہیں، اور خلیق اور متواضع بھی۔ مسلک ان کا کچھ بھی ہو، لیکن پاکستان کے رشتے سے عالمی سطح پر ان کی سائنسی مہارت کا جو اعتراف ہوا ہے اس سے قدرتاً ہم سب کو خوشی ہونی چاہئے۔ علم، علم ہے، اس پر نہ کسی عقیدہ اور مذہب کی چھاپ لگائی جاسکتی ہے، نہ مشرق و مغرب کی، یہ تو روشنی اور ہوا کی طرح پوری انسانیت کا مشترکہ ورثہ ہے۔“

(”جنگ“ کراچی ۱۳؍ مئی ۱۹۸۱ء)

قادیانی ہفت روزہ ”لاہور“ میں ایک صاحب کا مراسلہ شائع ہوا ہے جسے ”لاہور“ نے درج ذیل عنوان کے تحت درج کیا ہے:

”جاہل مولویوں نے سائنس دشمنی میں پاکستان کے عزت و وقار کو بھی خاک میں رولنا شروع کر دیا ہے۔“

مراسلہ نگار نے، جو اپنے آپ کو ایک ”سیدھا سادا مسلمان“ کہتے ہیں، اس مراسلے میں کچھ زیادہ ہی ”سیدھے پن“ کا مظاہرہ کیا ہے، ان کا اقتباس ملاحظہ فرمایئے:

”ڈاکٹر عبدالسلام کا کس مسلک سے جذباتی تعلق ہے، یہ میرا مسئلہ نہیں، میرا مسئلہ صرف یہ ہے کہ عبدالسلام نے فزکس میں نوبل پرائز حاصل کر کے پاکستان کو بین الاقوامی سطح پر عزت و مرتبہ بخشا ہے۔ انہیں صدر جنرل ضیاء الحق نے مبارک باد کا پیغام دیا ہے اور ہمارے ریڈیو اور ٹیلی ویژن نے بار بار خبرناموں میں کہا ہے کہ وہ پہلے مسلمان ہیں جنہوں نے یہ بین الاقوامی اعزاز حاصل کیا ہے۔ لیکن مجھے تکلیف صرف اس بات کی ہوئی ہے کہ سرکاری مساجد کے ائمہ کو جو خود بھی باقاعدہ سرکاری ملازم ہیں، کس نے چابی بھر دی ہے کہ وہ ڈاکٹر عبدالسلام کی ذات پر کیچڑ اُچھال اُچھال کر بالواسطہ پاکستان کی توہین کے مرتکب ہوں۔

بقر عید پر وزارت مذہبی اُمور کے زیر اہتمام اسلام آباد کی مرکزی جامع مسجد المعروف ”لال مسجد“ کے پیش امام نے نماز سے قبل اپنی تقریر میں ڈاکٹر عبدالسلام کی ذات پر جو رکیک حملے کئے، معلوم نہیں ان کا سنتِ ابراہیمی سے کیا تعلق تھا۔ یا سننے والوں کو کتنا ثواب حاصل ہوا۔ پیش امام نے (غالباً اس کا نام مولانا عبداللہ ہے) جوشِ خطابت میں یہاں تک کہہ دیا کہ:

”عبدالسلام چونکہ مرزائی ہے، اس لئے وہ کافر ہے، اور اسے یہ نوبل پرائز صرف اس لئے دیا گیا ہے کہ اس نے پاکستان کے بعض اہم راز اسمگل کر کے یہودیوں کے حوالے کر دیئے تھے۔“

یہ تو اب سرکاری ادارے ہی اس اے گریڈ کے پیش امام سے انکوائری کر سکتے ہیں، اسے یہ انفارمیشن کہاں سے ملی کہ ڈاکٹر عبدالسلام نے راز اسمگل کر کے نوبل پرائز حاصل کیا ہے۔ لیکن صدمے کی بات صرف یہ ہے کہ جاہل مولویوں نے اپنی سائنس دشمنی میں پاکستان کے عزت و وقار کو بھی منبر رسول پر کھڑے ہو کر خاک میں رولنا شروع کر دیا ہے۔ اور ان کی کوئی باز پرس نہیں ہوتی۔ آخر عید کے اس اجتماع میں غیر ملکی مسلمان سفارت کاروں کی بھی ایک کثیر تعداد موجود تھی۔

اگر مولویوں کا یہ فتویٰ مان بھی لیا جائے، کہ ڈاکٹر عبدالسلام کافر ہے، تو پھر مولویوں کو یہ احساس تو ہونا چاہئے کہ وہ کافر بھی اول و آخر پاکستانی ہے، اور اس کو ملنے والا اعزاز اصل میں پاکستان کو ملنے والا اعزاز ہے۔“ (ہفت روزہ ”لاہور“ لاہور ۱۷؍ نومبر ۱۹۷۹ء، ص:۴)

ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی واقعی پاکستانی ہے، لیکن اس کی نظر میں خود پاکستان کی کیا عزت و حرمت ہے؟ اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ وہ یحییٰ خان اور مسٹر بھٹو کے دور میں صدر پاکستان کا سائنسی مشیر تھا، لیکن جب ۱۹۷۴ء میں پاکستان قومی اسمبلی نے آئینی طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا تو یہ صاحب احتجاجاً لندن جا بیٹھے اور جب مسٹر بھٹو نے اس کو ایک سائنس کانفرنس میں شرکت کی دعوت بھجوائی تو پاکستان کے بارے میں نہایت گندے اور توہین آمیز ریمارکس لکھ کر دعوت نامہ واپس بھیج دیا۔

ہفت روزہ ”چٹان“ کا درج ذیل اقتباس ملاحظہ فرمایئے:

”مسٹر بھٹو کے دور میں ایک سائنسی کانفرنس ہو رہی تھی، کانفرنس میں شرکت کے لئے ڈاکٹر سلام کو دعوت نامہ بھیجا گیا، یہ ان دنوں کی بات ہے جب قومی اسمبلی نے آئین میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دے دیا تھا، یہ دعوت نامہ جب ڈاکٹر سلام کے پاس پہنچا تو انہوں نے مندرجہ ذیل ریمارکس کے ساتھ اسے وزیر اعظم سیکریٹریٹ کو بھیج دیا:

ترجمہ:... ''میں اس لعنتی ملک پر قدم نہیں رکھنا چاہتا، جب تک آئین میں کی گئی ترمیم واپس نہ لی جائے۔''

مسٹر بھٹو نے جب یہ ریمارکس پڑھے تو غصے سے ان کا چہرہ سرخ ہوگیا، انہوں نے اشتعال میں آکر اسی وقت اسٹیبلشمنٹ ڈویژن کے سیکریٹری وقار احمد کو لکھا کہ ڈاکٹر سلام کو فی الفور برطرف کردیا جائے اور بلا تاخیر نوٹیفکیشن جاری کردیا جائے۔ وقار احمد نے یہ دستاویز ریکارڈ میں فائل کرنے کے بجائے اپنی ذاتی تحویل میں لے لی تاکہ اس کے آثار مٹ جائیں۔ وقار احمد بھی قادیانی تھے، یہ کس طرح ممکن تھا کہ اتنی اہم دستاویز فائلوں میں محفوظ رہتی۔''

(ہفت روزہ ''چٹان'' لاہور، شمارہ ۲۳ رجون ۱۹۸۶ء)

کیا ایسا شخص جو پاکستان کے بارے میں ایسے توہین آمیز اور ملعون الفاظ بکتا ہو، اس کا اعزاز پاکستان اور اہل پاکستان کے لئے موجب مسرت اور لائق مسرت ہوسکتا ہے؟

غنی روز سیاہ پیر کنعاں را تماشا کن
کہ نور دیدہ اش روشن کند چشم زلیخا را

اپریل ۱۹۸۴ء میں صدر جنرل محمد ضیاء الحق نے امتناع قادیانیت آرڈی نینس جاری کیا، جس کی رُو سے قادیانیوں کو مسلمان کہلانے اور شعائرِ اسلامی کا اظہار کرکے مسلمانوں کو دھوکا دینے پر پابندی عائد کردی گئی، قادیانیوں کا نام نہاد ''بہادر خلیفہ'' اس آرڈی نینس کے نفاذ کے بعد راتوں رات بھاگ کر لندن جا بیٹھا۔ وہاں پاکستان کے دارالحکومت اسلام آباد کے مقابلے میں ایک جعلی ''اسلام آباد'' بناکر پاکستان اور اہل پاکستان کو ''دُشمن'' کا خطاب دے کر ان کے خلاف جنگ کا بگل بجا رہا ہے، اور قادیانیوں کو پاکستان کے امن کو آگ لگانے کی تلقین کررہا ہے۔

قادیانیوں کا دوماہی پرچہ جو ''مشکوٰۃ'' کے نام سے قادیان (انڈیا) سے شائع ہوتا ہے، اس میں ''پیغام امام جماعت کے نام'' کے عنوان سے مرزا طاہر قادیانی کا پیغام دُنیا بھر کی جماعت ہائے احمدیہ کے نام شائع ہوا ہے، اس کے چند فقرے ملاحظہ فرمایئے:

''جس لڑائی کے میدان میں ''دُشمن'' نے ہمیں دھکیلا ہے یہ آخری جنگ نظر آتی ہے، اور ان شاء اللہ ہمارے دُشمنوں کو اس میں بُری طرح شکست ہوگی'' (ان شاء اللہ! قادیانیوں کی سینکڑوں پیش گوئیوں کی طرح یہ پیش گوئی بھی جھوٹی نکلے گی... ناقل)۔ (دوماہی ''مشکوٰۃ'' قادیان، ص:۷)

''دُشمن سے ہماری جنگ کا یہ انتہائی اہم اور فیصلہ کن مقام ہے۔'' (ص:۷)

''یہ وہ آخری مقام ہے جہاں دُشمن پہنچ چکا ہے۔'' (ص:۷)

''تمام جماعت کو برقی رفتار کے ساتھ اس لڑائی میں شامل ہونا چاہئے۔'' (ص:۸)

''یہ ایک لڑائی کا بگل ہے جو بجایا جاچکا ہے، اس کی آواز ہمیں ہر طرف پھیلانی ہے، اور اس پیغام کو دُنیا کے ہر کونے میں پہنچانا ہے۔'' (ص:۸)

''اور اسلام آباد (پاکستان) کے حکمران اس آواز کی گونج کو سن کر بے بس اور پسپا ہوجائیں۔'' (ص:۸)

صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق کو للکارتے ہوئے یہ بہادر... لیکن بھگوڑا... قادیانی خلیفہ کہتا ہے:

''پس یہ ناپاک تحریک جو صدر ضیاء الحق کی کوکھ سے جنم لے رہی ہے اور وہ یہاں بھی ذمہ دار ہیں اس کے، اور قیامت کے دن بھی اس کے ذمہ دار ہوں گے، اور نہ کوئی دُنیا کی طاقت ان کو بچا سکے گی، اور نہ مذہب کی طاقت ان کو بچا سکے گی، کیونکہ آج انہوں نے خدا کی عزت و جلال پر حملہ کیا ہے، آج محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک نام کے تقدس پر وہ شخص حملہ کر بیٹھا ہے۔'' (ص:۳۱)

(قارئین! مرزا طاہر قادیانی کو معذور سمجھیں کہ انہیں جوشِ خطابت میں مبتدا کے بعد خبر کا ہوش نہیں رہا، یعنی ''پس یہ ناپاک تحریک'' سے جو مبتدا شروع ہوا تھا، فرطِ جوش پر اس کی خبر ہی غائب ہوگئی، جوش میں ہوش کہاں...؟)

جملۂ معترضہ کے طور پر مرزا طاہر جس ''ناپاک تحریک'' کی طرف اشارہ کر رہا ہے، اس کی مختصر وضاحت بھی ضروری ہے۔ اپریل ۱۹۸۴ء میں قادیانیوں پر یہ پابندی عائد کردی گئی تھی کہ چونکہ آئین کی رُو سے وہ غیر مسلم ہیں، اس لئے نہ اسلام کے مقدس الفاظ کا استعمال کرسکتے ہیں، اور نہ کسی طریقے سے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرسکتے ہیں۔

قادیانیوں نے اس آرڈی نینس کی مخالفت کی یہ صورت نکالی کہ اپنی عبادت گاہوں پر، گھروں پر، دُکانوں پر، گاڑیوں پر اور خود اپنے سینوں پر کلمۂ طیبہ کے کتبے لگانے لگے، مسلمانوں کے لئے ان کا یہ طرزِ عمل چند وجوہ سے ناقابلِ برداشت ہے۔

اوّل:... قادیانیوں کی یہ کارستانی اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنے اور قانون کا منہ چڑانے کے لئے ہے، اس لئے انہیں اس کی اجازت نہیں ہونی چاہئے۔

دوم:... ان کی عبادت گاہیں جو کفر و الحاد کا مرکز ہونے کی وجہ سے نجس ہیں، اور ان کے سینے جو کافر کی قبر سے زیادہ تنگ و تاریک اور سیاہ ہیں، ان پر کلمۂ طیبہ کا آویزاں کرنا اس پاک کلمے کی توہین ہے، اور اس کی مثال ایسی ہے کہ کوئی شخص... نعوذ باللہ... بیت الخلاؤں پر کلمۂ طیبہ لکھنے لگے، یقیناً اس کو کلمۂ طیبہ کی توہین کا مرتکب اور لائقِ تعزیر قرار دیا جائے گا۔ اور گندی جگہوں سے کلمۂ طیبہ کا مٹانا دراصل کلمے کی

توہین نہیں بلکہ عین ادب ہے۔

سوم:...مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ ہے کہ وہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثتِ ثانیہ کا مظہر ہونے کی وجہ سے ...نعوذ باللہ... خود ''محمد رسول اللہ'' ہے، چنانچہ 'ایک غلطی کا ازالہ' میں لکھتا ہے:

''محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم۔ اس وحیِ الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔''

(روحانی خزائن، ج:۱۸، ص:۲۰۷)

قادیانی، جب کلمۂ طیبہ 'لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ' پڑھتے ہیں تو لامحالہ ان کے ذہن میں مرزا کا یہ دعویٰ بھی ہوتا ہے، اس لئے وہ مرزا قادیانی کو کلمے کے مفہوم میں داخل جانتے ہیں بلکہ اسے ''محمد رسول اللہ'' کا مصداق سمجھتے ہیں اور یہی سمجھ کر کلمہ پڑھتے ہیں، چنانچہ مرزا بشیر احمد قادیانی نے لاہوری جماعت کا یہ سوال نقل کرکے کہ ''اگر مرزا نبی ہے تو تم اس کا کلمہ کیوں نہیں پڑھتے؟'' اس کا یہ جواب دیا ہے:

''محمد رسول اللہ کا نام کلمے میں تو اس لئے رکھا گیا ہے کہ آپ نبیوں کے سرتاج اور خاتم النبیین ہیں، اور آپ کا نام لینے سے باقی سب نبی خود اندر آجاتے ہیں، ہر ایک کا علیحدہ نام لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہاں حضرت مسیح موعود کے آنے سے ایک فرق ضرور پیدا ہوگیا ہے، اور وہ یہ ہے کہ مسیح موعود کی بعثت سے پہلے تو ''محمد رسول اللہ'' کے مفہوم میں صرف آپ سے پہلے گزرے ہوئے انبیاء شامل تھے، مگر مسیح موعود کی بعثت کے بعد ''محمد رسول اللہ'' کے مفہوم میں ایک اور رسول کی زیادتی ہوگئی، لہٰذا مسیح موعود کے آنے سے نعوذ باللہ 'لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ' کا کلمہ باطل نہیں ہوتا بلکہ اور بھی زیادہ شان سے چمکنے لگ جاتا ہے۔ غرض اب بھی اسلام میں داخل ہونے کے لئے یہی کلمہ ہے، صرف فرق اتنا ہے کہ مسیح موعود کی آمد نے ''محمد رسول اللہ'' کے مفہوم میں ایک رسول کی زیادتی کردی ہے اور بس۔

علاوہ اس کے اگر ہم بفرضِ محال یہ بات مان بھی لیں کہ کلمہ شریف میں نبی کریمؐ کا اسم مبارک اس لئے رکھا گیا ہے کہ آپ آخری نبی ہیں تو تب بھی کوئی حرج واقع نہیں ہوتا، اور ہم کو نئے کلمے کی ضرورت پیش نہیں آتی کیونکہ مسیح موعود نبی کریمؐ سے کوئی الگ چیز نہیں ہے جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے: ''صار وجودی وجودہ'' نیز ''من فرق بینی وبین المصطفیٰ فما عرفنی وما رای'' اور یہ اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ ایک دفعہ اور خاتم النبیین کو دُنیا میں مبعوث کرے گا، جیسا کہ آیت آخرین منھم سے ظاہر ہے، پس مسیح موعود خود محمد رسول اللہ ہے، جو اشاعتِ اسلام کے لئے دوبارہ دُنیا میں تشریف لائے، اس لئے ہم کو کسی نئے کلمے کی ضرورت نہیں، ہاں اگر محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی۔'' (کلمۃ الفصل، ص:۱۵۸، مؤلفہ مرزا بشیر احمد قادیانی مندرجہ ریویو آف ریلیجنز قادیان مارچ واپریل ۱۹۱۵ء)

پس چونکہ مرزا غلام احمد قادیانی کا یہ دعویٰ ہے کہ خدا نے اسے ''محمد رسول اللہ'' بنایا ہے اور چونکہ قادیانی اس کے اس کفریہ دعوے کی تصدیق کرتے ہیں، اور چونکہ وہ کلمۂ طیبہ 'لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ' کے مفہوم میں مرزا قادیانی کو داخل مانتے ہیں، اور ''محمد رسول اللہ'' سے مرزا قادیانی مراد لیتے ہیں، اس سے معمولی عقل وفہم کا آدمی بھی سمجھ سکتا ہے کہ وہ کلمۂ طیبہ کا بیج لگا کر توہینِ رسالت کے مرتکب ہوتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقوں کی مسجدِ ضرار کو گرانے، جلانے اور اسے کوڑے کرکٹ کے ڈھیر میں تبدیل کرنے کا جو حکم دیا تھا، اگر وہ صحیح ہے ...اور بلاشبہ صحیح ہے، یقیناً صحیح ہے، قطعاً صحیح ہے...تو قادیانی منافقوں کی وہ مسجد نما عمارت جس پر کلمۂ طیبہ کندہ ہوا سے منہدم کرنے، جلانے اور کوڑے کرکٹ کے ڈھیر میں تبدیل کرنے کا مطالبہ کیوں غلط ہے؟ اور اس سے بھی کم تر یہ مطالبہ کہ مسجدِ ضرار کے ان چربوں پر کلمۂ طیبہ نہ لکھا جائے، آخر کس منطق سے غلط ہے...؟

الغرض پاکستان میں چونکہ قادیانیوں کا کفر و نفاق کھل چکا ہے، ان کو کلمۂ طیبہ کے کتبے لگا لگا کر مسلمانوں کو دھوکا دینے، کلمۂ طیبہ کی توہین کرنے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وحرمت سے کھیلنے میں دُشواریاں پیش آرہی ہیں، مسلمان ان کے غلیظ عقائد پر مطلع ہونے کے بعد ان کی ان مذبوحی حرکات کو برداشت نہیں کرتے اس لئے ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی، پاکستان کی سرزمین کو ...نعوذ باللہ... ''لعنتی ملک'' کہنے سے نہیں شرماتا، اور اس کا مرشد مرزا طاہر قادیانی پاکستان کے خلاف ''جنگ کا بگل'' بجا رہا ہے اور پاکستان میں افغانستان کے حالات پیدا کرنے کی دھمکیاں دے رہا ہے:

''جماعتِ احمدیہ کے سربراہ مرزا طاہر احمد نے کہا کہ اگر اس خطے میں ظلم جاری رہا (یعنی قادیانیوں کو یہ اجازت نہ دی گئی کہ وہ کلمۂ طیبہ کے کتبے لگا کر مسلمانوں کو دھوکا دیتے رہیں ...ناقل) تو ہوسکتا ہے کہ وہاں ایسے حالات پیدا ہوں جیسے افغانستان میں پیدا ہوئے۔'' (قادیانی اخبار ہفت روزہ 'لاہور' ص:۱۳، ۲۰ اپریل ۱۹۸۵ء)

اسی کے ساتھ وہ پورے عالم اسلام کو دعوت دے رہا ہے کہ پاکستان کے خلاف زہر اُگلنے کے کام

میں قادیانیوں کے ساتھ شریک ہوجائے، اگر تم نے ایسا نہ کیا تو:

"ہمیشہ تمہارا نام لعنت کے ساتھ یاد کیا جاتا رہے گا۔" (قادیانی پرچہ دوماہی "مشکوٰۃ" قادیان مئی وجون ۱۹۸۵ء، ص:۱۴)

ان تمام حقائق کو سامنے رکھ کر اِنصاف کیجئے کہ ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کا نوبل اِنعام کسی پاکستانی کے لئے یا عالمِ اسلام کے کسی مسلمان کے لئے لائق فخر اور موجب مسرّت ہوسکتا ہے...؟

ہمارے جدید طبقے کی رائے یہ ہے کہ عبدالسلام قادیانی کا عقیدہ ومذہب خواہ کچھ ہو، ہمیں اس کی سائنسی مہارت کی تعریف کرنی چاہئے اور اس کے عقیدہ ومذہب سے صَرفِ نظر کرنا چاہئے۔ چنانچہ ہمارے ملک کے ایک معروف اِدارے سے شائع ہونے والے پرچے میں ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کی تعریف میں بہت کچھ لکھا گیا تھا، ایک دردمند مسلمان نے اس پر اس اِدارے کے سربراہ کو خط لکھا، پاکستان کی اس معروف ترین شخصیت کی جانب سے اس کے خط کا جو جواب ملا، اس میں مندرجہ بالا نقطۂ نظر پیش کیا گیا ہے، ضروری تمہید کے بعد جوابی خط کا متن یہ ہے:

"ڈاکٹر عبدالسلام کے سلسلے میں آپ نے جو لکھا ہے اس میں جذبات کی شدّت ہے، لیکن آپ سوچیں تو ایک مسلمان کی حیثیت سے ہمیں روادار اور کشادہ دل ہونا چاہئے۔ غیرملکیوں اور غیرمذہب کے سائنس دانوں اور دُوسرے بہت سے ماہرین کے متعلق ہم روزانہ تحریریں پڑھتے رہتے ہیں، ان کی اچھی باتوں کی تعریف کرتے ہیں، ان کے کارناموں کی قدر کرتے ہیں، ان کی ایجادات سے فائدہ اُٹھاتے ہیں، پھر ان کے متعلق دُوسری تمام باتیں لکھتے ہیں، لیکن یہ کہیں نہیں لکھتے کہ ان کا مذہب کیا ہے یا کیا تھا، کیونکہ ہمیں اس سے غرض نہیں ہوتی، ہم تو ان کی صرف ان باتوں سے سروکار رکھتے ہیں جو انہوں نے انسانوں اور دُنیا کے فائدے کے لئے کئے، یقین ہے کہ آپ مطمئن ہوجائیں گے۔"

یہ نقطۂ نظر واقعی اسلامی فراخ قلبی کا مظہر ہے، اور ہم بھی تہہ دل سے اس کے حامی ومؤید ہیں، لیکن اگر کوئی صاحب کمال اسلامی مفادات کی جڑیں کاٹتا ہو، اگر اس کے اور اس کی جماعت کے رویے سے اسلامی ممالک کو خطرات لاحق ہوں، اگر وہ اپنے کمال کو اپنے باطل مذہب کی اشاعت اور مسلمان نوجوانوں کو مرتد بنانے کے لئے استعمال کرتا ہو تو اس کے کمال کے اعتراف کے ساتھ ساتھ اس سے لاحق خطرات سے قوم کو آگاہ کرنا بھی اہلِ فکر ونظر کا فریضہ ہونا چاہئے۔

ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی ہے، قادیانیت کا پُرجوش داعی ومبلغ ہے، اس کی جماعت اور اس کا پیشوا ہمیشہ سے مسلمانوں کا حریف اور اَعدائے اسلام کا حلیف رہا ہے، وہ پاکستان کے خلاف جنگ کا بگل بجا رہا ہے، اور وہ پورے عالمِ اسلام کو قادیانیوں کے موقف کی تائید نہ کرنے کی وجہ سے لعنتی قرار دے رہا ہے، اور وہ پوری دُنیا میں یہ جھوٹا شور وغوغا کر رہا ہے کہ پاکستان میں قادیانیوں پر ظلم ہو رہا ہے، کیا مسلمانوں کے ایسے دُشمن کی تعریف کرنا، جس سے عالمِ اسلام کو خطرات لاحق ہوں، اسلامی عزّت و حمیت کا مظہر ہے...؟

مندرجہ بالا خط میں جس طبقے کی نمائندگی کی گئی ہے، ہمیں افسوس ہے کہ وہ جوشِ رواداری میں اِسلامی غیرت وحمیت کے تقاضوں کو پشت انداز کر رہا ہے، اور اس طبقے میں تین قسم کے لوگ شامل ہیں:

اوّل وہ ناواقف اور جاہل لوگ جو نہیں جانتے کہ قادیانیوں کے عقائد ونظریات کیا ہیں؟ اور ان کے دِلوں میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف بغض و عداوت کے کیسے جذبات موجزن ہیں۔

دُوسری قسم وہ تعلیم یافتہ طبقہ ہے، جو ملحد و لادین ہے، جس کو دین اور اہلِ دین سے بغض و نفرت ہے، اور دین سے بیزاری اس کے نزدیک گویا فیشن میں داخل ہے، وہ مذہب کی بنیاد پر اَفراد اور ملتوں کی تقسیم ہی کا قائل نہیں۔ وہ مؤمن و کافر، ایمان دار اور بے ایمان، اہلِ حق اور اہلِ باطل سب کو ایک ہی آنکھ سے دیکھتا، اور ایک ہی ترازو سے تولتا ہے، اس کے نزدیک دِین اور دِین داری کا نام لینا ہی سب سے بڑا جرم ہے۔

تیسری قسم ان لوگوں کی ہے جو دِین پسند کہلاتے ہیں، دینی موضوعات اور اِصلاحِ معاشرہ پر بڑے بڑے مقالے تحریر فرماتے ہیں، بظاہر اِسلام کے نقیب اور داعی نظر آتے ہیں، لیکن ان کے نزدیک دِین بس اسی نعرہ بازی اور مقالہ نگاری کا نام ہے۔ انہیں اپنی قومی وملی مصروفیات کے ہجوم میں کبھی اہلِ دِین اور اہلِ دِل کی صحبت کا موقع نہیں ملا، اس لئے ان کے حریمِ قلب میں دینی حمیت و غیرت کے بجائے مصلحت پسندی کا سکہ رائج ہے، اور یہ حضرات بڑی معصومیت سے رواداری اور کشادہ دِلی کا وعظ فرماتے رہتے ہیں، لیکن ان کا یہ سارا وعظ خدا اور رسول اور دِین وملت کے غداروں سے رواداری تک محدود ہے، اگر ان کی ذاتی املاک کو کوئی شخص نقصان پہنچائے، ان کی اپنی عزت وناموس پر حملہ کرے، وہ رواداری کا سارا وعظ بھول جائیں گے، ان کی رگِ حمیت پھڑک اُٹھے گی، ان کا جذبۂ انتقام بیدار ہوجائے گا، اور وہ اس موذی کو کیفرِ کردار تک پہنچا کر ہی دَم لیں گے۔ لیکن اگر کوئی خدا اور رسول کی عزت پر حملہ آور ہو، دِین میں قطع وبرید کرتا ہو، اکابرِ اُمت پر کیچڑ اُچھالتا ہو، اس کے خلاف ان کی زبان وقلم سے

ایک حرف نہیں نکلے گا، بلکہ یہ حضرات ایسے موذیوں کا تعاقب کرنے والوں کو درسِ رواداری دینے لگیں گے۔ اس ”دین پسند“ طبقے کو معلوم ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی خود کو ”محمد رسول اللہ“ کی حیثیت سے پیش کرتا ہے، وہ جانتے ہیں کہ قادیانی ٹولہ مرزا غلام احمد قادیانی کو ”محمد رسول اللہ“، ”مسیح موعود“ اور ”مہدیٔ معہود“ مانتا ہے، انہیں علم ہے قادیانی، اسلام اور مسلمانوں کے بدترین دُشمن اور خدا اور رسول کے غدار ہیں، وہ باخبر ہیں کہ تمام قادیانی پاکستان کو لعنتی سرزمین سمجھتے ہیں، اور پاکستان کی اینٹ سے اینٹ بجانے کے لئے بین الاقوامی سازشیں کررہے ہیں، لیکن ان تمام اُمور کے باوجود یہ ”دین پسند“ طبقہ قادیانیوں کے حق میں رواداری کا درس دیتا ہے۔

تاریخ بتاتی ہے کہ ایسی قومیں، جن میں مذکورہ بالا تین طبقات کی اکثریت ہو، وہ جلد یا بدیر تحلیل ہوکر رہ جاتی ہیں، خصوصاً تیسری قسم کے لوگ جو دینی حمیت وغیرت سے خالی، اور احساسِ خود تحفظی سے عاری ہوں، وہ بہت جلد مقہور ومحکوم ہوکر رہ جاتے ہیں۔

جیسا کہ اُوپر عرض کیا گیا، رواداری اور کشادہ دِلی کے ہم بھی قائل ہیں، لیکن اس رواداری کا یہ مطلب نہیں کہ میرا باپ حبیب الرحمن مرجائے، اور کل کو دُوسرا شخص آکر کہے کہ: ”میں تمہارے باپ حبیب الرحمن مرحوم کا بروز ہوں، اور بعینہٖ حبیب الرحمن بن کر تمہارے پاس آیا ہوں، لہٰذا تمام حقوقِ پدری مجھ سے بجالاؤ“ اور میں رواداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس موذی کو باپ تسلیم کرلوں ـــــ نہیں! ـــــ بلکہ اگر مجھ میں ذرا بھی انسانی غیرت ہوگی تو میں اس ناہنجار کے جوتے رسید کروں گا۔

اب اس بے غیرتی اور دیوثی کا تماشا دیکھئے کہ ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کا باوا مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے کہ میں ”محمد رسول اللہ“ ہوں، اور مسلمان کہلانے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننے والے اس سے رواداری کا درس دیتے ہیں...!☆☆☆

قائداعظم یونیورسٹی کے شعبہ کو قادیانی کے نام سے منسوب کرنا نہایت قابل مذمت اقدام ہے

سندھ اسمبلی کا منظور کردہ متنازع بل اشاعتِ اسلام روکنے کی کوشش ہے: اے پی سی کا مشترکہ اعلامیہ

کراچی (اسٹاف رپورٹر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام آل پارٹیز کانفرنس میں شریک مذہبی جماعتوں کے رہنماؤں نے وفاقی حکومت کو متنبہ کیا ہے کہ اگر قائداعظم یونیورسٹی کے شعبہ فزکس کو عبدالسلام قادیانی کے نام سے موسوم کیا گیا تو حکومت کے خلاف بھرپور ملک گیر تحریک چلائی جائے گی، جبکہ سندھ اسمبلی میں متنازع بل کے خلاف آج (جمعہ) یوم احتجاج منایا جائے گا۔ اسلام کی اشاعت کو روکنے کی سازش کو کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ جمعرات کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے دفتر میں منعقدہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے امیر مولانا محمد اعجاز مصطفی کی زیر صدارت آل پارٹیز کانفرنس میں جمعیت علماء اسلام کے صوبائی نائب امیر قاری محمد عثمان، جماعۃ الدعوۃ کراچی کے مسؤل انجینئر مزمل اقبال ہاشمی، جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن مولانا سعید خان اسکندر، جمعیت غرباء اہلحدیث کے نائب امیر محمد احمد سلفی، نظام مصطفی پارٹی کے صوبائی صدر الحاج محمد رفیع، جے یو آئی (س) کے رہنما مولانا مشتاق احمد عباسی، مرکزی جمعیت اہلحدیث کے محمد اشرف قریشی، جے یو پی نورانی کے صوبائی صدر عقیل انجم قادری، قاضی احمد نورانی، جے یو پی کے مفتی غوث قادری، مستقیم نورانی، شیعہ عالم دین سید کرار علی نقوی، جامعہ اشرف المدارس کے ناظم مولانا ارشاد، دارالعلوم کراچی کے مولانا محمد حنیف خالد اور دیگر نے شرکت کی۔ اے پی سی کے مشترکہ اعلامیہ کا اعلان کرتے ہوئے قاری محمد عثمان نے کہا کہ قائداعظم یونیورسٹی کے اس شعبہ کو ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کے نام سے منسوب کرنے کی منظوری پر شدید احتجاج کرتے ہیں، عبدالسلام قادیانی کی ملک وقوم کے لیے ذرہ بھر کوئی خدمات نہیں۔ سائنسی مشیر ہونے کی حیثیت سے وہ پاکستان کے ایٹمی صلاحیت کے حصول میں رکاوٹ بنا رہا، بلکہ ایٹمی راز پاکستان مخالف قوتوں تک پہنچائے۔ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیے جانے کے بعد عبدالسلام قادیانی بیرون ملک چلا گیا اور بیان دیا کہ: ”مسٹر بھٹو اور فیصلے کے ذمہ دار تمام کا بیڑا غرق ہو۔“ قاری محمد عثمان نے کہا کہ ایسا شخص جو ملک اور اسلام کا دشمن تھا اس کے نام سے بانی پاکستان کے نام سے منسوب جامعہ کے ایک شعبہ کو موسوم کرنا انتہائی شرمناک فیصلہ ہے۔ مذکورہ شعبہ کو محسن پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر خان کے نام سے منسوب کیا جائے۔ اعلامیہ میں سندھ اسمبلی کے منظور کردہ متنازع بل کو بھی مسترد کرتے ہوئے کہا گیا کہ ہم اقلیتوں کے حقوق کے حامی ہیں، اسلام میں جبری تبدیلی مذہب کا تصور نہیں ہے۔ سندھ حکومت نے اقلیتوں کے تحفظ کی آڑ میں اسلام کی اشاعت کو روکنے کی کوشش کی ہے۔ اس کی اجازت نہیں دے سکتے اور آج جمعہ یوم احتجاج کے طور پر منائیں گے۔ اور جمعہ کے خطبات میں بل کی متنازع شقوں کے حوالے سے عوام کو آگاہ کریں گے۔ مولانا محمد اعجاز مصطفی نے کہا کہ قائداعظم یونیورسٹی کے شعبہ کو قادیانی کے نام سے منسوب کرنا انتہائی قابل مذمت اقدام ہے۔ ملک میں علماء کرام سائنس دانوں اور قابل ذکر خدمات انجام دینے والی مسلمان شخصیات کی کمی نہیں ہے۔ ملک ومذہب کے دشمن کو اعزاز سے نوازنا ملکی آئین سے انحراف ہے۔ دیگر مقررین نے کہا کہ وفاقی اور صوبائی سطح پر حکمران اسلام دشمنی پر اتر آئے ہیں۔ سیکولرازم کو ہوا دی جارہی ہے۔ تمام مذہبی جماعتیں اور علماء کرام اپنے اتحاد سے ان سازشوں کو ناکام بنائیں۔ اے پی سی میں نظامت کے فرائض عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ قاضی احسان احمد صاحب نے انجام دیے۔

معتمد اور غیر معتمد تفاسیر

آج کل جدیدیت کا دور ہے، عصری اداروں کا پروردہ ہر چیز میں جدت کا متقاضی ہے، اس چیز کو دیکھتے ہوئے کئی ایک ملحدین اور متجددین نے تفسیر بالرائے کو اپنا وطیرہ بنایا اور وہ تفسیریں عصری علوم کے حاملین وطالبین کے نظر میں پسندیدگی کی سند لینے لگی، جس سے سادہ لوح مسلمان بھی ان کے دام تزویر میں آنے لگے۔ اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت مولانا فضل محمد صاحب (استاذ الحدیث جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن، کراچی) نے ان تمام ملحدین اور متجددین کی تفسیروں کو سامنے رکھ کر قرآن وسنت کی نصوص، صحابہ کرامؓ کے اقوال اور ائمہ مجتہدین کی تصریحات کی روشنی میں ان کے ابطال اور ان کی تفسیر بالرائے کے نقصانات کو واضح فرمایا۔ چونکہ یہ مضمون اپنے موضوع کی بنا پر طویل ہوگیا تو انہوں نے اس کا نام "معتمد اور غیر معتمد تفاسیر" رکھ کر اسے کتابی شکل میں شائع کردیا۔ افادۂ عام کی غرض سے اس مضمون کو قسط وار ہفت روزہ "ختم نبوت" میں شائع کیا جارہا ہے۔ (ادارہ)

(۶) حضرت مولانا فضل محمد یوسف زئی مدظلہ

اور جب قرآن کریم ایک آسان کتاب ہے تو اس کی تشریح کے لیے کسی لمبے چوڑے علم وفن کی ضرورت نہیں، لیکن یہ استدلال ایک شدید مغالطہ ہے جو خود کم فہمی اور سطحیت پر مبنی ہے، واقعہ یہ ہے کہ قرآن کریم کی آیات دو قسم کی ہیں، ایک تو وہ آیتیں ہیں جن میں عام نصیحت کی باتیں، سبق آموز واقعات اور عبرت وموعظت کے مضامین بیان کیے گئے ہیں، مثلاً دنیا کی ناپائیداری، جنت ودوزخ کے حالات، خوف خدا اور فکر آخرت پیدا کرنے والی باتیں، اور زندگی کے دوسرے سیدھے سادے حقائق، اس قسم کی آیتیں بلاشبہ آسان ہیں، اور جو شخص بھی عربی زبان سے واقف ہو وہ انہیں سمجھ کر نصیحت حاصل کرسکتا ہے، مذکورہ بالا آیت میں اسی قسم کی تعلیمات کے بارے میں یہ کہا گیا ہے کہ ان کو ہم نے آسان کردیا ہے، چنانچہ خود اس آیت میں لفظ: للذکر: (نصیحت کے واسطے) اس پر دلالت کررہا ہے۔

اس کے برخلاف دوسری قسم کی آیتیں وہ ہیں جو احکام وقوانین، عقائد اور علمی مضامین پر مشتمل ہیں، اس قسم کی آیتوں کا کما حقہ سمجھنا اور ان سے احکام ومسائل مستنبط کرنا ہر شخص کا کام نہیں جب تک اسلامی علوم میں بصیرت اور پختگی حاصل نہ ہو، یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام کی مادری زبان اگرچہ عربی تھی، اور عربی سمجھنے کے لیے انہیں کہیں تعلیم حاصل کرنے کی ضرورت نہیں تھی، لیکن وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن کریم کی تعلیم حاصل کرنے میں طویل مدتیں صرف کرتے تھے۔

علامہ سیوطیؒ نے امام ابوعبدالرحمٰن سلمیؒ سے نقل کیا ہے کہ جن حضرات صحابہؓ نے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن کریم کی باقاعدہ تعلیم حاصل کی ہے، مثلاً حضرت عثمان بن عفانؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ وغیرہ انہوں نے ہمیں بتایا کہ جب وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن کریم کی دس آیتیں سیکھتے تو اس وقت تک آگے نہیں بڑھتے تھے جب تک ان آیتوں کے متعلق تمام علمی اور عملی باتوں کا احاطہ نہ کرلیں، وہ فرماتے تھے کہ:

"تعلّمنا القرآن والعلم والعمل جميعاً۔"

ترجمہ: "ہم نے قرآن اور علم وعمل ساتھ ساتھ سیکھا ہے۔" (اتقان ۲/۱۷۶)

چنانچہ مؤطا امام مالکؒ میں روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے صرف سورۂ بقرہ یاد کرنے میں پورے آٹھ سال صرف کیے، اور مسند احمد میں حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ہم میں سے جو شخص سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران پڑھ لیتا تو ہماری نگاہوں میں اس کا مرتبہ بہت بلند ہوجاتا تھا۔ (اتقان ۲/۱۷۶ و ۱۷۷)

غور کرنے کی بات یہ ہے کہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم جن کی مادری زبان عربی تھی، جو عربی کے شعر وادب میں مہارت تامہ رکھتے تھے، اور جن کو لمبے لمبے قصیدے معمولی توجہ سے ازبر ہوجایا کرتے تھے، انہیں قرآن کریم کو یاد کرنے اور اس کے معانی سمجھنے کے لیے اتنی طویل مدت کی کیا ضرورت تھی کہ آٹھ آٹھ سال صرف ایک سورت پڑھنے میں خرچ ہوجائیں؟ اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ قرآن کریم اور اس کے علوم کو سیکھنے کے لیے صرف عربی زبان کی مہارت کافی نہیں تھی، بلکہ اس کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اور تعلیم سے فائدہ اٹھانا ضروری تھا، اب ظاہر ہے کہ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو عربی زبان کی مہارت اور نزول وحی کا براہ راست مشاہدہ کرنے کے باوجود "عالم قرآن" بننے کے لیے باقاعدہ حضور سے تعلیم حاصل کرنے کی ضرورت تھی تو نزول قرآن کے سینکڑوں سال بعد عربی کی معمولی شد بد پیدا کرکے یا صرف ترجمے دیکھ کر مفسر قرآن بننے کا دعویٰ کتنی بڑی جسارت اور علم ودین کے ساتھ کیسا افسوسناک مذاق ہے؟ ایسے لوگوں کو جو اس جسارت کا ارتکاب کرتے ہیں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد اچھی طرح یاد رکھنا چاہیے کہ:

"مَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بِغَيْرِ عِلْمٍ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔"

ترجمہ: "جو شخص قرآن کے معاملہ میں علم کے بغیر کوئی بات کہے تو وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔" (ابوداؤد، از اتقان ۲/۱۷۹)

"مَنْ تَكَلَّمَ فِي الْقُرْآنِ بِرَأْيِهٖ فَأَصَابَ فَقَدْ أَخْطَأَ۔"

ترجمہ: "جو شخص قرآن کے معاملے میں (محض) اپنی رائے سے گفتگو کرے اور اس میں

کوئی صحیح بات بھی کہہ دے تب بھی اس نے غلطی کی۔" (ابوداؤد، نسائی از اتقان ۲/۱۷۹)

(بحوالہ مقدمہ معارف القرآن ص:۵۰ تا ص:۵۵)

محترم قارئین! قرآن عظیم کی تفسیر کے لیے مآخذ کا بہترین اور بھرپور کلام حضرت مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ کی تحقیق میں آپ نے پڑھا اب حضرت سید محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ کا ایک مختصر مگر پُرمغز کلام کو بھی ملاحظہ فرمائیں حضرت سید محمد یوسف بنوری فرماتے ہیں:

تفسیر قرآن میں محض لغت اور تاریخ پر اعتماد:

اس بحث کے متعلق میں نے اس لیے کچھ تفصیل سے کام لیا کہ آج کل بہت سے ہم عصر اہل علم حضرات کو دیکھتا ہوں کہ جب قرآن پاک کی تفسیر بیان کرتے ہیں تو سمجھتے ہیں کہ احادیث وآثار سے وہ بے نیاز ہیں اور محض لغت وتاریخ پر اعتماد کر کے سنت اور اجماع امت سے آنکھیں بند کر کے صرف نظر کرتے ہوئے گزر جاتے ہیں، بلکہ ان کی قدر ومنزلت گھٹانے کی کوشش کرتے ہیں اور ان کے بارے میں اپنی ہوس وخواہش کے پیش نظر جو چاہتے ہیں کہتے پھرتے ہیں۔ جہاں احادیث وآثار ان کی رائے کے خلاف ہوں وہاں ان کو پس پشت ڈال کر اپنی خواہشات کی پیروی کرتے ہیں، یہی الحاد وزندیقیت کا پہلا دروازہ ہے جس کے لیے سرسید احمد خان اور عنایت اللہ مشرقی کی تفاسیر ہی کو ملاحظہ کر لیجئے کہ کس طرح تاریخ (جس کی بنیاد ہی بودی اور مضطرب ہے اور انہی کمزور رائے) کو فہم قرآن اور بلند پایہ الفاظ نصوص کے حل کے لیے مدار ومرکز ٹھہرایا ہے، ان کی تفسیر کے متعلق اگلے صفحات میں کلام کیا جائے گا "ان شاء اللہ" انہی کی مانند دیگر ہم عصر نے بھی یہ طرز اپنا رکھا ہے، اللہ ہی توفیق دینے والے ہیں اور وہی حق کی طرف رہبری اور ہدایت فرمانے والے ہیں۔ (اصول تفسیر وعلوم قرآن ص:۶۸)

حکایت:

یہاں ایک قصہ ملاحظہ فرمائیں جس کو میں نے اپنے استادوں سے سنا ہے اور مکہ مکرمہ میں انجینئر جناب حاجی عبدالمنان صاحب کی مجلس میں بھی اس کا تذکرہ ہوا کہ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ نے ایک ملاقات میں ڈاکٹر اقبال مرحوم سے پوچھا کہ ڈاکٹر صاحب یہ بتائیں کہ اس دنیا میں سب سے زیادہ مظلوم کون ہے ڈاکٹر اقبال مرحوم نے کہا کہ آپ تھوڑی دیر صبر کریں بتاتا ہوں یہ کہہ کر ڈاکٹر اقبال اپنے گھر کے اندر کمرہ میں گئے اور وہاں سے قرآن عظیم کا بہت پرانا نسخہ لائے جو کئی کپڑوں میں لپٹا ہوا تھا ڈاکٹر صاحب کہنے لگے کہ حضرت! اللہ تعالیٰ کا یہ کلام قرآن مجید آسمان کے نیچے سب سے زیادہ مظلوم کتاب ہے پھر کہنے لگے کہ یہ اس وجہ سے کہہ رہا ہوں کہ یہ ایک تفسیر ہے جو ایک انگریز نے لکھی ہے تو اللہ تعالیٰ کی یہ کتاب اتنی مظلوم ہے کہ انگریز کفار اس پر تجربہ کر کے تفسیریں لکھ رہے ہیں اور مسلمان خاموش ہیں۔

واقعی حقیقت یہی ہے کہ اہل باطل منافقین اور ملحدین اپنے باطل نظریات کو پھیلانے کے لیے اور رواج دینے کے لیے تفاسیر لکھتے ہیں اور اسلامی احکامات میں تحریفات کرتے ہیں جس طرح جناب غامدی صاحب کی تفسیر "البیان" کا حال قارئین بہت جلد پڑھ لیں گے۔ نیز سرسید احمد خان اور چوہدری غلام احمد خان پرویز اور علامہ عنایت اللہ مشرقی کی تفاسیر کا حال معلوم ہو جائے گا۔ بہرحال حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ نے مقدمہ معارف القرآن میں نو بڑی تفاسیر کا تذکرہ فرمایا ہے اور تبصرہ کے ساتھ کلام کیا ہے اگرچہ ان تفاسیر کا نام طبقات مفسرین میں آیا ہے لیکن مزید فائدہ کے لیے حضرت مفتی صاحب کا مبارک کلام بھی پیش کرنا چاہتا ہوں وہ فرماتے ہیں:

مشہور تفاسیر

عہد رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سے قرآن کریم کی بے شمار تفسیریں لکھی گئی ہیں، بلکہ دنیا کی کسی کتاب کی بھی اتنی خدمت نہیں کی گئی، جتنی قرآن کریم کی کی گئی ہے، ان سب تفاسیر کا تعارف کسی مفصل کتاب میں بھی ممکن نہیں، چہ جائیکہ اس مختصر مقدمہ میں اس کا ارادہ کیا جائے، لیکن یہاں ہم ان اہم تفاسیر کا مختصر تعارف کرانا چاہتے ہیں جو معارف القرآن کا خاص مآخذ رہی ہیں، اور جن کا حوالہ معارف القرآن میں بار بار آیا ہے، اگرچہ معارف القرآن کی تصنیف کے دوران بہت سی تفاسیر اور سینکڑوں کتابیں پیش نظر رہی ہیں، لیکن یہاں صرف ان تفاسیر کا تذکرہ مقصود ہے جن کے حوالے بکثرت آئیں گے۔

تفسیر ابن جریر:

اس تفسیر کا اصل نام "جامع البیان" ہے اور یہ علامہ ابوجعفر محمد بن جریر طبریؒ (متوفی ۳۱۰ھ) کی تالیف ہے، علامہ طبری اونچے درجے کے مفسر، محدث اور مؤرخ ہیں، منقول ہے کہ وہ چالیس سال تک مسلسل لکھنے میں مشغول رہے، اور ہر روز چالیس ورق لکھنے کا معمول تھا (البدایہ والنہایہ ص ۱۴۵ جلد ۱۱) بعض حضرات نے ان پر شیعہ ہونے کا الزام عائد کیا ہے، لیکن محققین نے اس الزام کی تردید کی ہے، اور حقیقت بھی یہی ہے کہ وہ اہل سنت کے جلیل القدر عالم ہیں، بلکہ ان کا شمار ائمہ مجتہدین میں ہوتا ہے۔

ان کی تفسیر تیس جلدوں میں ہے، اور بعد کی تفاسیر کے لیے بنیادی مأخذ کی حیثیت رکھتی ہے، وہ آیات کی تفسیر میں علماء کے مختلف اقوال نقل کرتے ہیں، اور پھر جو قول ان کے نزدیک، راجح ہوتا ہے اسے دلائل کے ذریعہ ثابت کرتے ہیں، البتہ ان کی تفسیر میں صحیح وسقیم ہر طرح کی روایات جمع ہوگئی ہیں، اس لیے ان کی بیان کی ہوئی ہر روایت پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا، دراصل اس تفسیر سے ان کا مقصد یہ تھا کہ تفسیر قرآن کے بارے میں جس قدر روایات انہیں دستیاب ہوسکیں ان سب کو جمع کر دیا جائے، تا کہ اس جمع شدہ مواد سے کام لیا جاسکے، البتہ انہوں نے ہر روایت کے ساتھ اس کی سند بھی ذکر کی ہے، تا کہ جو شخص چاہے راویوں کی تحقیق کر کے روایت کے صحیح یا غلط ہونے کا فیصلہ کر سکے۔ (جاری ہے)

مرزا قادیانی کا تعارف وکردار

(۱۷) حافظ عبیداللہ

مسیح بن مریم ہونے کا دعویٰ (۱۸۹۱ء)

مرزا کے مطابق سنہ ۱۸۹۱ء میں اس کے خدا نے اسے یہ بھی کہا:

’’...... انا جعلناک المسیح بن مریم ......ہم نے تجھے مسیح بن مریم بنایا۔‘‘ (تذکرہ، صفحہ ۱۴۹، چوتھا ایڈیشن، نیز اسی طرح کا ایک اور الہام صفحہ ۱۵۰ پر بھی ہے)۔

اپنے مدعیٔ نبوت ہونے کا انکار اور مدعیٔ نبوت کے کاذب وکافر ہونے کا فتویٰ (۱۸۹۱ء)

جب مرزا قادیانی نے عجیب وغریب دعوے کرنے شروع کیے تو مسلمانوں میں یہ باتیں گردش کرنا شروع ہوئیں کہ مرزا نے تو نبوت کا دعویٰ کردیا ہے یا عنقریب دعویٰ کردے گا، ایسی باتیں سُن کر مرزا قادیانی نے مورخہ ۲/اکتوبر ۱۸۹۱ء کو ایک اشتہار شائع کیا جس کا عنوان تھا ’’ایک عاجز مسافر کا اشتہار قابل توجہ جمیع مسلمانان انصاف شعار وحضرات علمائے نامدار‘‘ آیئے دیکھتے ہیں مرزا نے اس اشتہار میں کیا لکھا:

’’......اس عاجز نے سنا ہے کہ اس شہر کے بعض اکابر علماء میرے بارے میں یہ مشہور کرتے ہیں کہ یہ شخص نبوت کا مدعی ملائکہ کا منکر، بہشت اور دوزخ کا انکاری، اور ایسا ہی وجود جبرائیل اور لیلۃ القدر اور معجزات اور نبوی سے بکلی منکر ہے، لہٰذا میں اظہاراً للحق عام وخاص اور تمام بزرگوں کی خدمت میں گذارش کرتا ہوں کہ یہ الزام سراسر افتراء ہے، میں نہ نبوت کا مدعی ہوں اور نہ معجزات اور ملائکہ اور لیلۃ القدر وغیرہ سے منکر، بلکہ میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں، اور جیسا کہ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے ان سب باتوں کو مانتا ہوں جو قرآن وحدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں، اور سیدنا ومولانا حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں، میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگئی......‘‘

(مجموعہ اشتہارات، ج:۱، ص:۲۱۴، اشتہار نمبر ۷۱)

لفظ نبی کاٹ کر اس کی جگہ لفظ محدث (۱۸۹۲ء)

جب مرزا قادیانی نے اپنی کتابوں فتح الاسلام، توضیح مرام اور ازالہ اوہام وغیرہ میں (شاید مسلمانوں کے ردعمل کا جائزہ لینے کے لئے) اپنے بارے میں جزوی نبوت یا ناقص نبوت حاصل ہونے کے الفاظ لکھے تو اس وقت کے مسلمانوں کی طرف سے سخت ردعمل آیا، تو مرزا قادیانی نے صورت حال کو بھانپتے ہوئے حسب عادت یہ تاویل کی کہ میری مراد ان الفاظ سے حقیقی نبوت نہیں تھی اور نہ میرا حقیقی نبوت کا کوئی دعویٰ ہے، لہٰذا اگر مسلمانوں کو میرے یہ الفاظ پسند نہیں تو وہ اس میں ترمیم کرلیں، چنانچہ مرزا نے ایک اشتہار شائع کیا جس میں لکھا:

’’میں تمام مسلمان بھائیوں کی خدمت میں واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اگر وہ ان لفظوں سے ناراض ہیں اور ان کے دلوں پر یہ الفاظ شاق ہیں تو وہ ان الفاظ کو ترمیم شدہ تصور فرما کر بجائے اس کے محدث کا لفظ میری طرف سے سمجھ لیں کیونکہ کسی طرح مجھ کو مسلمانوں میں تفرقہ اور نفاق ڈالنا منظور نہیں ہے‘‘ پھر اسی اشتہار کے آخر میں لکھا: ’’بجائے لفظ نبی کے محدث کا لفظ ہر ایک جگہ سمجھ لیں اور اس کو (یعنی لفظ نبی کو) کاٹا ہوا خیال فرمالیں۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات، ج:۱، ص:۲۵۷، ۲۵۸)

میرا نبوت کا کوئی دعویٰ نہیں (۱۸۹۳ء)

مرزا قادیانی کا ۲۲/مئی تا ۵/جون سنہ ۱۸۹۳ء امرتسر میں ڈپٹی عبداللہ آتھم کے ساتھ ایک مباحثہ ہوا جسے جنگ مقدس کے نام سے شائع کیا گیا، اس مباحثے میں مرزا قادیانی نے ایک جگہ فریق مخالف کو مخاطب کرتے ہوئے یوں کہا:

’’میرا نبوت کا کوئی دعویٰ نہیں یہ آپ کی غلطی ہے یا آپ کس خیال سے کہہ رہے ہیں کیا یہ ضروری ہے کہ جو الہام کا دعویٰ کرتا ہے وہ نبی بھی ہوجائے میں تو محمدی اور کامل طور پر اللہ ورسول کا متبع ہوں اور ان نشانوں کا نام معجزہ رکھنا نہیں چاہتا بلکہ ہمارے مذہب کی رو سے ان نشانوں کا نام کرامات ہے جو اللہ ورسول کی پیروی سے دیے جاتے ہیں۔‘‘ (جنگ مقدس، روحانی خزائن: ۶، صفحہ ۱۵۶)

مسیح موعود اور مہدی ہونے کا دعویٰ (۱۸۹۴ء)

مرزا قادیانی کے مطابق اس کے خدا نے اس سے یوں کہا:

’’وبشرني وقال ان المسیح

الموعود الذی بـرقـبونه والمهدي المسعود الذی ینتظرونه هو انت……خدا نے مجھے بشارت دی اور کہا کہ وہ مسیح موعود اور مہدی مسعود جس کا انتظار کرتے ہیں وہ تُو ہے۔“ (تذکرہ، صفحہ ۲۰۹، چوتھا ایڈیشن)

مرزا غلام احمد خود مدعیِ نبوت پر لعنت بھیجتا ہے (۱۸۹۷ء):

جنوری ۱۸۹۷ء میں مرزا قادیانی نے مولوی غلام دستگیر صاحب کے جواب میں ایک اشتہار شائع کیا، اس میں لکھا:

”ان پر واضح رہے کہ ہم بھی مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں اور لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں اور وحی نبوت نہیں بلکہ وحی ولایت جو زیرِ سایہ نبوت محمدیہ اور باتباع آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم اولیاء اللہ کو ملتی ہے اس کے ہم قائل ہیں“ تین سطروں کے بعد آگے لکھا ”غرض جبکہ نبوت کا دعویٰ اس طرف سے بھی نہیں صرف ولایت اور مجددیت کا دعویٰ ہے۔“ (مجموعہ اشتہارات، جلد۲، صفحہ۲)

امام زمان ہونے کا دعویٰ (۱۸۹۷ء):

سنہ ۱۸۹۷ء میں مرزا قادیانی نے ایک رسالہ ”ضرورۃ الامام“ کے نام سے لکھا، اس میں یہ دعویٰ کیا:

”سو میں اس وقت بے دھڑک کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے فضل اور عنایت سے وہ امام زماں میں ہوں۔“ (ضرورۃ الامام، روحانی خزائن: ۱۳، ص: ۴۹۵)

صریح طور پر نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ ۱۹۰۰ء کے بعد):

آخر کار سنہ ۱۹۰۰ء کے بعد مرزا قادیانی نے صراحت کے ساتھ اپنے آپ کو نبی اور رسول کہنا شروع کیا، شروع میں ظلی بروزی کا پیچر لگایا لیکن بعد میں صرف نبی اور رسول کے الفاظ لکھتا رہا، چند حوالے پیش خدمت ہیں:

”سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔“ (دافع البلاء، ۱۹۰۲ء، روحانی خزائن: ۱۸، ص: ۲۳۱)

”……اس واسطہ کو ملحوظ رکھ کر اور اس میں ہو کر اور اس کے نام محمد واحمد سے مسمّٰی ہو کر میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی یعنی بھیجا گیا بھی اور خدا سے غیب کی خبریں پانے والا بھی۔“ (ایک غلطی کا ازالہ ۱۹۰۱ء، روحانی خزائن: ۱۸، ص: ۲۱۱)

”ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم نبی اور رسول ہیں۔“ (ملفوظات، جلد۵، ص: ۴۴۷، سنہ ۱۹۰۸ء تقریباً)

(جاری ہے)

اعصاب اور مردانہ امراض کیلئے بہترین آزمودہ نسخہ
فیصل
مکمل علاج، مکمل خوراک
قیمت 3000 روپے
وزن 600 گرام
معجون قوتِ اعصاب زعفرانی
33 اجزا کا اکسیر مرکب

☆ خوشگوار زندگی کے لمحات مزید پر کیف
☆ اعضائے خاص کی تمام بیماریوں میں مفید
☆ قوت خاص اور امساک کے لئے نادر نسخہ
☆ ہضم کی درستگی اور پیدائش خون میں اضافہ کا ضامن
☆ جریان، احتلام، ہڈیوں، پٹھوں کی کمزوری اور تھکاوٹ کیلئے مفید
33 اجزا

معجون تسکین دل
دل کے تمام امراض کے لیے مفید ہے
دل کے درد، شریانوں کی بندش، دل کی کمزوری، دل کی گھبراہٹ
دل کا بے ترتیب اور تیز چلنا، بلڈ پریشر کا کم یا زیادہ ہونا
اور دل کے دیگر امراض کی اصلاح کرتا ہے۔
قیمت 1200 روپے
جگر و معدہ کی اصلاح کر کے نیا خون پیدا کرتا ہے۔
وزن 500 گرام
عام جسمانی کمزوری میں بھی انتہائی مؤثر اور مفید ہے۔
پاکستان بھر میں فری ہوم ڈلیوری
0314-3085577
فیصل FOODS ستارہ پلازہ ڈی گراؤنڈ سپلائی کالونی فیصل آباد

قادیانیت کے خلاف امتِ مسلمہ کے فتاویٰ جات کا مجموعہ

فتاویٰ ختمِ نبوت

۳ جلدیں

تحقیق وتخریج شدہ جدید ایڈیشن

ترتیب: ۔حضرت مولانا سعید احمد جلالپوری شہیدؒ
زیرِ نگرانی: ۔مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ مدظلہ

تمام مکاتبِ فکر کے علماء کرام ومفتیانِ عظام کے وہ فتاویٰ جو انہوں نے مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی ذریت کے کافر، مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہونے سے متعلق دیئے ہیں تحقیق وتخریج کے بعد انہیں یکجا شائع کیا گیا ہے۔

- ختمِ نبوت کے محاذ پر کام کرنے والے حضرات ومبلغین کے لئے معین ومددگار
- لائبریریوں اور دارالافتاؤں کے لئے بیش بہا علمی خزانہ
- عمدہ کاغذ، جاذبِ نظر سرورق
- علماء وطلباء اور کارکنانِ ختمِ نبوت کے لئے خصوصی رعایت

صرف =/1000 روپے علاوہ ڈاک خرچ

اسٹاکسٹ: مکتبہ لدھیانوی ۱۸ اسلام کتب مارکیٹ بنوری ٹاؤن، کراچی
021-34130020, 0321-2115595, 0321-2115590

شائع کردہ: عالمی مجلسِ تحفظ ختمِ نبوت پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ۔کراچی
021-32780337, 021-34234476